SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, August 20, 2007

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at ten minutes past five in the evening with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ومن احسن قولاً ممّن دعا الی اللہ و عمل صالحاً وّ قال انّنی من المسلمینO
ولا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃُ ادفع بالّتی ھی احسن فاذا الّذی بینک و بینہ عداوۃٌ کانّہ
ولیٌّ حمیمٌ O وما یلقھآ الاّ الّذین صبروا وما یلقھآ الاّ ذوحظٍ عظیم O و امّا ینزغنک من
الشیطٰن نزغ فاستعذ باللہ انّہ ھوالسّمیع العلیم O

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اور اس شخص سے
بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اورعمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان
ہوں اور بھلائی اور برائی برابرنہیں ہوسکتی تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, August 20, 2007

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall (Parliament House) Islamabad, at ten minutes past five in the evening with Mr. Chairman (Mr. Mohammedmian Soomro) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ومن احسن قولاً ممّن دعا الی اللہ و عمل صالحاً و قال اننی من المسلمین O
ولا تستوی الحسنۃ ولا السیئۃ ادفع بالّتی ھی احسن فاذا الّذی بینک و بینہ عداوۃ کانہ
ولیٌ حمیمٌ O وما یلقھآ الا الّذین صبروا وما یلقھآ الا ذوحظٍ عظیم O و اما ینزغنک من
الشیطٰن نزغ فاستعذ باللہ انہ ھو السمیع العلیم O

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ اور اس شخص سے
بات کا اچھا کون ہو سکتا ہے جو اللہ کی طرف بلائے اور عمل نیک کرے اور کہے کہ میں مسلمان
ہوں اور بھلائی اور برائی برابر نہیں ہوسکتی تو (سخت کلامی کا) ایسے طریق سے جواب دو جو بہت اچھا

ہو(ایسا کرنے سے تم دیکھو گے) کہ جس میں اور تم میں دشمنی تھی وہ تمہارا گرم جوش دوست ہے اور یہ بات ان ہی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں اور ان ہی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں اور اگر تمہیں شیطان کی جانب سے کوئی وسوسہ پیدا ہو تو اللہ کی پناہ مانگ لیا کرو۔ بیشک وہ سنتا جانتا ہے۔

سورۃ حٰم سجدہ(آیات ۳۲۔۳۶)

جناب چیئرمین، جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللھم صل علیٰ محمد و علیٰ آل محمد۔

Points of Order: Beginning of Session in time

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک، جناب والا! آپ نے سیشن چار بجے call کیا ہوا ہے اور ہم یہاں چار بجے سے بیٹھے ہوئے ہیں، کم ازکم آپ تو time کا خیال رکھیں۔ یہ میری آپ سے گزارش ہے کہ جب وقت ہو جاتا ہے تو آپ وقت پر اجلاس شروع کیا کریں۔

جناب چیئرمین، آپ کی بات بالکل صحیح ہے۔ میں نے پتا کیا تھا لیکن اس وقت دو یا تین ممبر تھے۔ اگر آپ اجازت دیتے ہیں کہ اجلاس شروع کر دیا کریں، بے شک کم ممبر ہوں تو مجھے اس میں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک: دیکھیں ,sir ہم چار بجے کے بیٹھے ہوئے ہیں۔

جناب چیئرمین، آپ کی بات بالکل صحیح ہے۔ اس میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر عبدالمالک : جب آپ تشریف لائیں گے تو سارے اراکین اجلاس میں آجایا کریں گے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے ، آئندہ ایسے ہی کریں گے، بے شک کم اراکین بھی ہوں، اجلاس شروع کر دیا کریں گے۔ تاہم کچھ ہمارے ہی ساتھی اعتراض کرتے ہیں کہ ہمارا انتظار نہیں کیا اور اگر ہم نہ ہوں تو ہمیں time دے دیا کریں۔ یہ request خود اراکین کی طرف سے

ہے۔ اب یہ ہاؤس کا فیصلہ ہے کہ چاہے جتنے بھی اراکین بیٹھے ہوں، اجلاس شروع کر دیا کریں گے۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر : اگر آپ ممبران کا انتظار کریں گے تو ایک ایک گھنٹہ، ڈیڑھ ڈیڑھ گھنٹہ اجلاس دیر سے شروع ہوا کرے گا۔ اگر آپ fix time پر اجلاس شروع کریں گے تو اراکین آنا شروع ہو جایا کریں گے۔

جناب چیئرمین، جو اراکین پہلے آئے ہیں، میں ان سے معذرت خواہ ہوں کیونکہ ان کی بات صحیح ہے۔ اس طریقہ کار کو اپنانے کی کچھ ہمارے ساتھیوں کی طرف سے request تھی تاہم آئندہ سے بالکل time پر شروع کر دیا کریں گے، چاہے جتنے بھی لوگ ہوں، we will do that.

سینیٹر وسیم سجاد(قائد ایوان): جناب والا! ہم ایسا اس لیے کرتے ہیں کہ آپ کو یاد ہوگا کہ تین چار دن پہلے quorum point out کیا گیا تھا۔ اس لیے یہ غلط فہمی ہوئی ہے۔ اس لیے میرا خیال ہے کہ اگر اس بات پر اتفاق کریں کہ اگر دو اراکین ہوں یا چار، ہم اجلاس شروع کر دیا کریں گے اور یہ quorum point out نہیں کریں گے تو یہ مناسب ہوگا۔

سینیٹر کامل علی آغا(وزیرمملکت برائے پارلیمانی امور)، جناب والا! ہماری تعداد پوری ہے، کورم کی کوئی بات نہیں تھی۔

جناب چیئرمین، یہ اراکین کا خیال تھا لیکن اراکین کا یہ فیصلہ ہے کہ اجلاس وقت پر شروع کیا کریں۔ اگر سب کی یہ demand ہے تو انشاء اللہ تعاون بھی سب کا رہے گا۔

(مداخلت)

سینیٹر کامل علی آغا : جناب والا! آج ہمیں چاہیے کہ quorum point out کریں کیونکہ آج ان کی ذمہ داری ہے کہ کورم پورا کریں۔ لیکن ہم ایسی کوئی حرکت نہیں کریں گے کیونکہ قوم کا اجلاس پر پہلے ہی اتنا پیسہ خرچ ہو رہاہے۔ ہم چاہتے ہیں کہ یہ کام چلنا چاہیے اور اسے

چلتا رہنا چاہیئے۔

جناب چیئرمین، میرا خیال ہے کہ یہ اچھا ہے کہ باہمی تعاون سے ہاؤس کو چلایا جائے۔ سواتی صاحب۔

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Sir, I have been told by a very reliable source that books have not been given to the students of Government's school located in Islamabad. The students are going for the last four days to the schools and coming back without books. I think, somebody has to take an action.

Mr. Chairman: What is the name of this school and in which sector it is located?

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی : جناب والا! یہ IMCB کی 9th class کے students ہیں اور یہ سکول F/8-2 میں ہے اور ICG ہے۔

جناب چیئرمین، یہ ICG تو اسلام آباد کالج برائے گرلز ہو جائے گا۔

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی : جناب والا! آپ اس پر ذرا دھیان دیں کہ چار دن سے طالب علم بغیر کتابوں کے classes attend کر رہے ہیں۔

جناب چیئرمین ، محمد حسین صاحب ۔ Points of order چار پانچ سے زیادہ نہیں ہونے چاہیں کیونکہ کام رہ جاتا ہے تاہم اگر لینے ہوں گے تو end میں دیکھا جائے گا۔

سینیٹر سید محمد حسین: جناب والا! تقریباً تین سال سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا ہے کہ خیبر ایجنسی میں دونوں طرف سے لڑائی جاری ہے اور تقریباً ایک ہزار سے زیادہ اس میں مر گئے ہیں۔ ہم ایک وفد کی شکل میں گورنر صاحب سے ملے تھے اور انہیں اس ساری صورت سے آگاہ کیا تھا لیکن گورنر نے بھی اس پر کوئی غور نہیں کیا۔ اس لیے میری درخواست ہے کہ اس پر سنجیدگی

سے غور کیا جائے کیونکہ تین سالوں سے شدید لڑائی جاری ہے ۔ لوگ بےگھر ہو گئے ہیں اور لوگ نقل مکانی کر رہے ہیں۔ اس میں ایک ہزار سے زائد لوگ جاں بحق ہو گئے ہیں۔

جناب چیئرمین، خیبر ایجنسی میں۔

سینیٹر سید محمد حسین : جی، خیبر ایجنسی میں۔

جناب چیئرمین، رضا صاحب! آپ کا point سب سے پہلے تھا۔

Situation arising in Balochistan regarding Missing Persons.

سینیٹر میاں رضا ربانی (قائدحزب اختلاف)، جناب والا! میں آپ کی توجہ ایک دفعہ پھر اس صورت حال کی طرف دلانا چاہتا ہوں جو صوبہ بلوچستان میں missing persons کے حوالے سے پیدا ہوئی ہے یعنی وہاں جن سیاسی ورکروں کو قیدوبند میں رکھا ہوا ہے اور جس طرح سے ان کے ساتھ treatment meet out کی جا رہی ہے، وہ ٹھیک نہیں ہے۔ جناب والا! میری کل وہاں فون پر بھی بات ہوئی تھی اور یہ ایک تفصیلی fax ہے جو میں آپ کے سامنے table پر بھی رکھوں گا۔ اس صورت حال میں بالخصوص آپ کو یاد ہوگا کہ ایک MNA تھے جنہوں نے استعفیٰ دے دیا تھا اور جن کا نام رؤف مینگل ہے، انہیں چھ جون کو ایک relief camp سے arrest کیا گیا۔ وہ وہاں سیلاب زدگان کے لیے relief activities کر رہے تھے، چھ جون کو انہیں وہاں سے arrest کیا گیا اور ان کے ساتھ دیگر لوگوں کو arrest کیا گیا ہے اور وہ آج دن تک جیل میں بند ہیں۔ ان کے ساتھ جو دیگر سیاسی کارکن ہیں، ان سے نہ تو ان کے لواحقین کو ملنے کی permission مل رہی ہے اور نہ وہاں پر انہیں political prisoners کے rights دیے جا رہے ہیں جیسا کہ وہ گھر سے کھانا منگوا سکتے ہیں، وہ انہیں وہاں پر نہیں مل رہی ہیں۔

اس دن سینیٹر کامران مرتضیٰ نے بھی point out کیا تھا اور ہم نے بھی اس دن point out کیا تھا کہ یہ specific targetting of Baloch politicial workers جو ہے، یہ ایک نہایت ہی خطرناک trend ہے اور اس میں جو missing persons ہیں، وہ الگ ہیں۔ اب تو یہ ہو رہا ہے کہ خواتین کو بھی اٹھایا جا رہا ہے اور وہاں پر اس طرح دن بدن صورت حال بدتر

ہو رہی ہے۔ اسے ہم سختی سے condemn بھی کرتے ہیں اور جیسے میں نے پہلے سینیٹر ثناء اللہ کے time پر آپ سے request کی تھی کہ آپ نے اپنے good offices use کیے تھے ' اب پھر آپ اگر ایسا کریں تو بہتر ہوگا کیونکہ آپ اس ہاؤس کے custodian ہیں جو Federation کو represent کرتا ہے تو لہذا آپ کی ایک آئینی ذمہ داری بھی بنتی ہے کہ یہ جو one sided بلوچستان میں ہو رہا ہے اور خاص طور پر بلوچستان میں جو بلوچ nationalists ہیں اور بلوچ political workers ہیں' ان کی victimization اس وقت حکومت جان بوجھ کر ایک state policy کے تحت کر رہی ہے' آپ مہربانی کرکے اس میں intervene کریں اور اس مسئلے کا notice لیں۔

جناب چیئرمین ، انیسہ زیب صاحبہ! آپ کچھ کہنا چاہ رہی ہیں or you have settled the matter with the member.

سینیٹر انیسہ زیب طاہر خیلی(وزیرمملکت برائے تعلیم)، میں نے معزز رکن کو اس کی reasons بھی بتائی ہیں اور میں انہیں باقاعدہ ان دونوں colleges کی details بھی لے کر بتا دوں گی۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ انور صاحب ۔

Problems relating to the Supply of the electricity to Karachi

سینیٹر محمد انور بیگ، جناب زاہد حامد تشریف رکھتے ہیں ۔ میری ان سے پچھلے دنوں بات بھی ہوئی ہے ۔ My Point of order pertains to the KESC ہے۔ جناب والا! جیسے آپ کو پتاہے کہ کراچی میں electricity کا جتنا problem ہے it is beyond imagination that what Karachites are facing? آپ بھی Karachite ہیں ۔ You have been the Governor of Sindh. So, you are fully aware of the whole situation. Sir, current جو کہ there is report in the Newspapers on the 8th of the August Saudi owners ہیں ' they are trying to resell their shares. جناب والا! جب اسے ،

privatize کیا گیا تھا they bought the share at Rs. 1.65 آج جو Stock Exchange
میں اس کے shares کا rate ہے 7 rupees یعنی 500% increase ہوا ہے۔

And what the Newspaper report is, that now the stock brokers are trying to purchase the shares and these people are trying to get out of the KESC deal.

جناب والا! کہنے کا مطلب یہ ہے کہ 1.65 کا انہوں نے خریدا

without any investment, I would like the honourable Minister to please apprise this House that what investment have these people made? They have promised an investment of 500 million dollars.

اب انہوں نے distribution پر کتنا خرچ کیا ہے؟ transmission پر کتنا خرچ کیا ہے؟
maintenance پر کتنا خرچ کیا ہے؟ And secondly, جو بھی Privatization
Commission نے ان کے ساتھ agreements کئے ہیں، I would like that he should
present that to the House, so the people should know that what were the
terms and conditions. کیونکہ اگر وہ اس طریقے سے اندر آ کر پیسے لے کر اور پانچ سو فیصد
منافع لے کر چلے جائیں گے۔

Mr. Chairman: We have got the point....

سینیٹر محمد انور بیگ: دوسری بات یہ ہے کہ ان پر ایک bar لگا ہوا تھا کہ within
three years, they will not sell their shares.

Mr. Chairman: Was there a restriction?

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, there was a clause. Sir, these three years are probably coming to an end and this resale business is in the market in Karachi.

تو sir, اگر اس طریقے سے ہوگا تو یہ ٹھیک نہیں ہے۔ انہوں نے اس میں کیا

I would like the honourable Minister to kindly apprise ہے کی investment

distribution, انہوں نے ان تین سالوں میں کیا plan کیا ہے۔ انہوں نے this House

transmission and generation میں کتنے اخراجات کئے ہیں

because they have promised that they will invest 500 million. So, I would like the honourable Minister, if he could make a statement on this.

جناب چیئرمین، جناب زاہد حامد صاحب۔

Mr. Zahid Hamid Khan (Minister for Privatization Commission): Sir, he would have filed a proper question so that I could have due notice and reply their two observations in a comprehensive manner. However allow me and I do have, some information regarding the points raised by him and I would indeed clarify some of the remarks that he has made.

Firstly of course, problems relating to the supply of the electricity to Karachi has been engaging the attention of the Government at the highest level and it is indeed a cause of great concern and a number of meetings have been held at the highest level to try to resolve the issues that be setting the KESC. Now as far as the agreement reached at the time of privatization is concerns of course, the privatization commission although being the technical matter relating to electricity primarily concerns the Ministry of Water and Power but of course the privatization commission is deeply concerned to ensure that the agreement relating to

the Privatization Commission are properly adhered to. In this connection, sir this is a misconception that the agreements have not been made available to the honourable Senator. In fact, the leader of the Opposition will bear me out, I have supplied the copies of the agreement to him and he did have looked at them.

I have also shown the agreement, presented to them, in fact, to the Standing Committee of the National Assembly and we had a detailed discussion on these very points. Now there were three agreements reached at the time of privatization. The first is of sale purchase agreement which, of course, relates to the terms and conditions of the sale of 73% shares of the KESC to the new purchasers. The second is subscription agreement which relates to the issue of redeemable preference shares which were Rs.6 billion for system improvement. And the third is an implementation agreement relating to the financing and operation of KESC, post privatization. This sums up total set of the provisions of these agreement, relating to the observations made by the honourable Senator.

First they have paid a total amount of 15.6 billion rupees for purchase of those 73% shares. Secondly, they have subscribed according to subscription agreement 4.4 billion rupees for system improvement. The Government on its part has also contributed its share set of the subscription which is about 1.5 billion rupees. It has given 3.5 billion by way of subsidy, by way of tariff subsidy as per agreement and it has also

contributed 10 . 1 billion rupees towards funding of the financial improvement plan which will be initiated prior to the privatization process again for improvement of , the generation , transmission and distribution system.

A monitoring committee has been set up by the Government comprising the representatives of Water and Power Ministry , the Finance and the Privatization Commission to ensure that this money which has been made available is utilized for the purposes for which it has been earmarked . The uptodate position you have asked that what actually has been done and this is true that about 8 . 5 million rupees has been spent out of that 10 . 1 billion rupees that I have mentioned out of the financial improvement plan . They have improved the generation capacity by 143 Mega Watt . They have established 12 Grid Stations . 10 power transformers , 9 transmission lines , reinforced the distribution system , improved the telecommuncation system and dispatched systems and also reduced the transmission and distribution losses by an estimated 17% but of course, the problem relating to the supply of electricity to the Karachi residents remained there is basically a shortage of generation capacity.

The demand in the region is 206 Mega Watt and despite all these efforts the KESC own generation capacity if 413 Mega Watt added with the TAPAI , GUL AHMED THE CANOP capacity . There is still a gap of about 700 Mega Watt which is presently being met by WAPDA . Now for

the point relating to the sale of shares, the provisions as you also rightly pointed out, there are safeguards built into the sale purchase agreement. The new purchaser cannot sell the shares without the permission of the Government. In fact sale of shares to any person is prohibited by the laws of the agreement. It says they cannot sell to any person to whom the sale is prohibited by law and in addition even if they do decide to sell, after one year, after one year they can sell a part of equity stake not exceeding the strategic stake that means not exceeding 51% and that they can only sell after obtaining certification from the Government that this transfer does not affect national security interest. After three years, they can also then transfer the strategic share but again after obtaining the certification that I have mentioned. The rumours, I think, are basically rumours because the Government has not received any such request from the purchaser for sale of any part of that share. Obviously, if they do sell any part of the share without the permission from the Government, this is a ground for termination of the sale-purchase agreement. I thought, I have just placed that on record.

Mr. Chairman: I think, let us not go into discussion on this.

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, let us know. Was there a commitment by this group to invest 500 million US dollar, and if yes, have they invested in the last three years?

Mr. Chairman: Could you have that information with you?

Mr. Zahid Hamid: I have no such information. Sir, not in these agreements that I have mentioned.

Senator Ahmed Ali: Sir,...

جناب چیئرمین، I think پھر اس پر لمبی discussion ہو جائے گی۔

سینیٹر احمد علی، جناب! اب کیا کریں' issue ہی ایسا ہے۔ بڑا serious issue ہے چھوٹا issue تو نہیں ہے۔ میرا سوال منسٹر صاحب سے یہ ہے کہ کیا اس agreement میں price بڑھانے کی اجازت تھی؛ کیا وہ increase کر سکتے تھے اور کیا انہوں نے 35 paisas کا consumer کے ساتھ نباہ کیا ہے؟

جناب چیئرمین، وہ تو نیپرا کے through ہو گا۔

سینیٹر احمد علی، نہیں تو کیا privatization---

Mr. Zahid Hamid: Tariff is determined by NEPRA sir, as you know. In fact there is a long detail.

Mr. Chairman: No, I think, there was no restriction, if NEPRA approves it, it would go through.

Mr. Zahid Hamid: Tariff determination is the responsibility of the regulator NEPRA.

سینیٹر احمد علی، آپ نے جب sale کیا تھا تو agreement میں کوئی clause ڈالی تھی یا نہیں؟

جناب چیئرمین، Price increase کا نہیں ہے۔ NEPRA would do that job.

سینیٹر احمد علی، جناب! یہ تو---

سینیٹر محمد انور بیگ، جناب! ایک چیز وہ یہ بتائیں کہ relief کب ملے گا؟

جناب چیئرمین ، I think آپ اس پر ایک discussion move کر لیں because....

Senator Muhammad Enver Baig: Sir, when the relief comes to the Karachites? Sir, they are living in hell

جناب! کراچی میں بارہ بارہ گھنٹے بجلی نہیں ہوتی۔ I mean this is not fair.

Mr. Chairman: Let us hear the Minister.

Mr. Zahid Hamid: As I said, I am not here to defend KESC. I merely pointed out the provisions of the agreement and what progress have they made so far. In so far as your question relating to generation capacity is concerned, they have indicated, they are installing additional generation capacity of 780 mega watts of 600 million dollars. Phase one of 220 mega watts is supposed to be ready by 2008 and phase two of 560 mega watts by 2009. Thank you.

سینیٹر کامل علی آغا، میرا خیال ہے point of order پر اتنا کافی ہے۔

جناب چیئرمین، کافی ہے، پھر پوری discussion کر لیں

but before going any further, I will try to recognize the presence of Mr. Stine Beck. He is a well wisher of Pakistan and has helped a lot to clear the misconceptions. It is through his efforts that we are getting a lot of investment. Lufthansa would be opening its flights here very shortly inspite of the fact that they had deferred this earlier. So, we do appreciate

the efforts.

(Desk thumping)

جناب چیئرمین، جی آغا صاحب۔

سینیٹر کامل علی آغا، میں ایک good gesture کے لیے عرض کرنا چاہتا ہوں۔ Private Members day پر ہم نے پچھلی مرتبہ بھی کیا تھا، اس دفعہ بھی یہ جو Bills to be introduced ہیں، میں چاہتا ہوں کہ پہلے ان کو introduce کر لیا جائے اس کے بعد discussion کر لیں۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے۔ دو points of order ہیں، بنگزئی صاحب اور سعدیہ عباسی صاحبہ کے۔ جی بنگزئی صاحب۔ یہ آخری دو points of order ہیں then we will go on to the discussion.

سینیٹر احمد علی، جناب! آپ دیکھیں منسٹر صاحب بات کر رہے ہیں، they are talking سینیٹ کا اجلاس چل رہا ہے، آپ کی طرف سے منہ دوسری طرف کر کے باتیں کر رہے ہیں، غلط بات ہے۔

جناب چیئرمین، آپ کے ساتھ ہی بیٹھے ہیں، انہیں کہیں۔ We will continue later جی سعدیہ صاحبہ۔

Senator Saadia Abbasi: Thank you Mr. Chairman. Mr. Chairman! my point of order relates to the Government borrowing but before that I just want say because I have seen the Minister for Religious Affiars and I have known to him all my life but I have forgotten his face because he has never come to this House. So, today when I saw him...

Mr. Chairman: No he comes here may be when you are not here,

he does come here.

Senator Saadia Abbasi: I am raising this point of order because of his presence in this House because he never comes here but it relates to the Hajj and Umrah quotas. There are so many complaints as the matter has now reached in the Supreme Court of Pakistan. So it is time that he should take notice of these complaints. There are people who have all sorts of problems with the Umrah and Hajj operators and I would like him to seriously consider that issue. There are many many people who asked me to approach him but I told them I have forgotten his face, I don't remember what he looks like, I have known him all my life but forgotten him because he is never available. So, it is time that he must take notice of that.

Mr. Chairman: Ijaz sahib, would you like to comment on that?

سینیٹر سعدیہ عباسی، جناب! میرا دوسرا point ہے' actually وہ تو ہوا because I saw him sitting here. جناب! میرا جو اصل point of order ہے-----

جناب چیئرمین، آپ ذرا مختصر رکھیں because you are not taking that point of order.

Senator Saadia Abbasi: Sir, it relates to a news item which appeared yesterday in the "Dawn" on 19th of August and it relates to government borrowing and how government borrowing has increased in the last four years. Sir, this is a very serious issue and I would like you to request the Minister of Finance to come to this House. Minister of

Finance has not mistaken as the Prime Minister of Pakistan. So, he should come to this House and he should inform this House, why this borrowing has increased and for what purpose has been borrowing increased? So, I would like through you and request that he should come to this House.

Mr. Chairman: Thank you. Ijaz sahib, would you want to talk about this?

جناب اعجاز الحق (وفاقی وزیر مذہبی امور)، شکریہ۔ میں honourable Senator کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے یہ سوال اٹھایا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ long long way back. She has two basic allegations raised againts the Ministry.

First was regarding the Umrah. Umrah actually is not under the purview of the Ministry of Religious Affairs. Basically it comes under the Ministry of Tourism and they are the one who issue the licences and then directly it is controlled by principals who are appointed by the Government of Saudi Arabia and who are Saudi's basically by nature. We have been discussing with the Saudi Government for the last 3 or 4 years and the only reason we don't want to take it under the Ministry of Religious Affairs is that the principal agents are Saudi and unless we get hold of them and if there are any problems, if we can basically get after them, then only we should take it under us. But we are still discussing with the Saudi Government. The problem with the Umrah is that over the last five years, most of the Pakistanis who have been going to perform Umrah, they don't come back on time and they stay behind and then get

involved in other job over there. The track record I would like to bring it on record that three years ago there were about 106 thousand Pakistanis who stayed behind during that year who went for Umrah and came back after Hajj and stayed back over there. These were on the record of Saudi Arabia, then we started negotiations with the airline which are taking these people for pilgrim and non-refundable tickets were issued, boarding cards for coming back were issued in advance. PIA and Saudia then started finally the people who are not coming back. Last year's figure was that 42 thousand people again stayed back who went to perform Umrah.

Senator Muhammad Azam Khan Swati: Mr. Chairman, it is very sensitive issue, as the custodian of this august House, I would duly appreciate that......

Mr. Chairman: Swati Sahib, he has the floor, he is giving the back ground.

سینیٹر محمد اعظم خان سواتی، جناب! ایک آدمی 30 لاکھ روپیہ deposit کر کے کروڑ روپے کھا جاتا ہے اور یہ بتا رہے ہیں کہ وہاں پر ہمارے جتنے غریب جاتے ہیں، وہ در در کی ٹھوکریں کھاتے ہیں، this is a very sensitive issue, it should be taken very seriously.

سینیٹر کامل علی آغا، جناب چیئرمین! میں یہ عرض کروں گا کہ منسٹر point of order پر جواب دینے کا پابند نہیں ہے لیکن آپ کے کہنے پر اور آپ کے حکم پر منسٹر صاحب جواب دے رہے ہیں۔ وہ یہاں پر ایک Calling Attention Notice کا جواب دینے کے لیے موجود ہیں لیکن وہ point of order پر جواب دے رہے ہیں۔ یہ طریقہ کار نہیں ہے، یہ مختصر ہونا

چاہیے اور جو وہ جواب دے رہے ہیں اسے سننا چاہیے۔

جناب چیئرمین، نہیں، میں نے پوچھا اگر وہ جواب دینا چاہتے ہیں تو۔ meanwhile it is not business but point of order نہیں ہے لیکن ایک discussion جاری ہے۔ ان کا business رہ جائے گا۔ آپ اس کے لیے move کرلیں، بعد میں move کرلیں کیونکہ پھر تھوڑا time رہ جائے گا. Mr. Bangulzai. whatever you want to know.

سینیٹر لیاقت علی بنگلزئی، بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب محمد اعجاز الحق، جناب چیئرمین! میں ابھی جواب دے رہا تھا۔

جناب چیئرمین، آپ ذرا مختصر کرلیں۔ بنگلزئی صاحب! ان کا جواب سن لیں۔

Mr. Muhammad Ijaz-ul-Haq: I understand that this is a very serious and sensitive question and it is shame for the entire country, when the allegations are on us that our people go back and stay over there اور ہر دفعہ ہمیں جا کر اس کا جواب دینا پڑتا ہے۔ میرے level پر بھی اور اوپر کے level پر بھی یہ پوچھا جاتا ہے۔ میں نے یہ بتایا کہ عمرہ Ministry of Religious Affairs کے under نہیں ہے، نہ ہمارے پاس اس کا control ہے، Ministry of Tourism کے under آتا ہے۔

جناب چیئرمین، اس طرف آ رہے ہیں، ان کی بات سن لیں۔

جناب محمد اعجاز الحق، I am coming to the distribution of quota. اب میں حج پر آ جاتا ہوں۔ جناب! جیسے میں نے آپ کو بتایا کہ in 2005, the first time the Haj, private sector was initiated and this was done on behalf of the Saudi Government and that the direction of the Saudi Government. ہمارا وہی جو agreement ہوتا تھا، اس کے اندر باقاعدہ لکھا جاتا ہے اور اس کو implement کرنا پڑتا ہے اور یہ صرف پاکستان کے لیے نہیں ہے، دنیا کے تمام مسلم ممالک اور non-muslim ممالک ہیں، ان

کے لیے ہے کہ

there is a percentage you have to take through the government and there is percentage which has to be given to the private sector. These figures are not decided by the governments, involved these figures are decided by the Saudi Government.

پہلے سال میں انہوں 55000 کا کہا، پچھلے سال انہوں نے اور بڑھائیں، اس سال انہوں نے اور بڑھائیں۔ پہلے سال اور دوسرے سال بہت کم لوگوں نے apply کیا کیونکہ لوگوں کو معلوم نہیں تھا کہ یہ طریقہ کیا ہے اور اس کو کس طرح کرنا ہے جتنوں نے apply کیا، ان کو accommodate کر دیا۔ Last year 2006 میں ایک ہی سال کے اندر دو حج آئے، ایک جنوری کے اندر اور ایک دسمبر کے اندر آیا، and this is a time when we received more than 2600 applications باقاعدہ policy بنائی گئی، criterion بنایا گیا اور سب کے لیے ایک ہی criterion بنایا گیا۔ ان 2600 applications میں سے ہم نے پورا طریقہ کار بنا کے Security Exchange Commission کے ساتھ register کروا کے، private limited company بنا کر 3 million rupees اس کا capital رکوا کر، ان سے guarantees لے کر، ہم نے ان کو allocation کی، 189 companies کو پہلا ہوا اور تقریباً 80 companies کو بعد میں end میں ہوا جب ہمیں 5000 کا extra quota ملا۔ اب 2600 میں 189 companies جو ہیں، ہم نے اپنی طرف سے پورے merit کو دیکھ کر کیا اور الحمد للہ کوشش یہ کی کہ ضیوف الرحمٰن ہیں، اللہ کے مہمان ہیں اور اس میں کوئی ایسا کام نہ ہو جس پر ہم پر کوئی ایسا allegation آئے، اس دنیا میں یا آخرت میں ہمیں کوئی جواب دینا پڑے۔ ان 2600 میں سے 189 کے علاوہ جن کو نہیں ملا، وہ تمام کے تمام جو تھے، انہوں نے ایک واویلا مچایا، لازمی بات ہے، ان کے پیچھے کوئی سفارشات بھی ہوں گی، کوئی دوست بھی ہوں گے، کوئی احباب بھی ہوں گے اور یہ الزامات لگنے شروع ہو گئے کہ شاید Ministry نے کوئی اپنی discretion پر کیا اور کوئی merit کو follow نہیں کیا۔ ان

میں سے 9 tour operators, they went to the Lahore High Court, Lahore High Court کی ایک judgement آئی جو بڑی vague سی judgement تھی، ہم جس کو نہ سمجھ سکے نہ ہم اس کو interpret کر سکے۔ اس میں لکھا کہ public sector money یعنی

the Government money, if you have 80000 people, for example, going through private tour operators on the average at cost 130 thousand rupees multiply by 80000 rupees

انہوں نے یہ کوئی تقریباً 15 ارب کی figure نکالی کہ حکومت یہ 15 ارب روپے private sector میں ان tour operators کو دے دیتی ہے اور وہ پھر حاجیوں کو لے کر جاتے ہیں۔ یہ بلکہ الٹا ہے کہ وہ tour operators ہمیں guarantees دے کر جاتے ہیں اور اس میں حکومت کا ایک پیسہ بھی involve نہیں ہوتا اور معیار پر پورا نہیں اترتا، ہم نے اس کی اتنی tight scruitiny بنائی ہوئی تھی کہ اگر کوئی 100 آدمی لے کر جا رہا ہے اور 5 کی بھی شکایت ہو گی تو اس کی باز پرس ہوتی تھی۔ بہرحال،

then we went to the Supreme Court and Supreme Court then set up a committee in which there was a retired justice of the Supreme Court, who was Karamat Nazir Bhandari

جن کو انہوں نے Chairman بنایا ہے۔

And they took one senator from the Opposition and two from the Government side.

یہ ایک committee بنی ہے اور میں اس انتظار میں بیٹھا رہا کہ شاید ہم نے کوئی چوری کی ہو گی، ہم نے کوئی غلط کام کیا ہو گا، ہم نے کوئی transparency کو نہیں دیکھا ہو گا، ہمارے اوپر کوئی allegations ہوں گے تو ہمارے سامنے وہ چیز ہو گی لیکن الحمد للہ اس committee نے اس کو دیکھنے کے بعد وہ تمام کی تمام کمپنیاں ہم نے جن کو license دیا ہے، ان کو approve

کیا ہے۔ ایک کے خلاف بھی ایسی شکایت نہیں آئی ہے، سوائے اس کے جو افغانیوں کو لے کر گئے اور FIA کی ان کے خلاف joint investigation ہو رہی تھی اور ہم نے ان کو پہلے ہی black list کر دیا تھا، 14 کمپنیاں وہ تھیں۔ جناب چیئرمین! 35 کمپنیاں ایسی تھی جن کے خلاف allegations تھے جن کے خلاف 20% سے زیادہ شکایات آئی ہوئی تھیں۔ Committee نے کہا کہ ان کو بھی ہم دیکھنا چاہتے ہیں اور وہ ایسی کمپنیاں تھیں جن کو ہم نے black list کرنا تھا یا ان کا کوٹہ کم کرنا تھا۔ اس کمیٹی نے جب ان کی سکروٹنی کی ہے تو انہوں نے دو کی بجائے میرے خیال میں ساری کی ساری کو دیکھ کر ان کو کچھ تھوڑا بہت fine کرکے ان کا بھی کہا ہے کہ ان کی approve کردیں۔ میرے خیال میں اس کمیٹی کی آخری میٹنگ کل یا پرسوں ہونی ہے میں اس میں involved ہی نہیں ہوں کیوں کہ میں اس کمیٹی کا ممبر ہی نہیں ہوں۔ میں نے اللہ کا شکر ادا کیا ہے کہ کوئی آ کر اس کو دیکھ لے تاکہ ان کی تسلی ہو جائے اور یہاں پر جو الزامات ہم پر پہلے لگ رہے تھے اگر کوئی ہوں گے تو وہ دیکھ سکتے ہیں کیوں کہ سپریم کورٹ کی کمیٹی ہے میں نے تو بنائی نہیں ہے لیکن ابھی تک مجھے جو ان کی طرف سے minutes واپس آئے انہوں نے تمام کی تمام 540 کمپنیاں جو تھیں جن کی نوک پلک انہوں نے دیکھی ہوگی مجھے نہیں معلوم کہ انہوں نے ان کو کس طرح دیکھا ہے ان سب کے بارے میں انہوں نے کہا ہے کہ بالکل ٹھیک کام ہو رہا تھا اور باقی جو اس سال کا کوٹہ ہے اس پر انہوں نے ابھی تک فیصلہ نہیں کیا کہ وہ کس طرح سے distribute ہونا ہے۔ میرے خیال میں اس کی وجہ سے کچھ delays ہو رہی ہیں لیکن وہ بھی مجھے بھنڈاری صاحب کی طرف سے ہمارے سیکرٹری بھی اس کمیٹی کےممبر ہیں ان کے ذریعے پیغام آیا تھا کہ کل انہوں نے آخری میٹنگ بلائی ہے اس کے بعد کوئی نہ کوئی فیصلہ ہوجائے گا اور ہم دیکھیں گے کہ اس معاملے کو پھر آگے کس طرح لے کر چلتے ہیں۔ لیکن ایک بات میں ادھر اور کرنا چاہوں گا کہ سپریم کورٹ کا جو آرڈر آیا تھا-------

(مداخلت)

جناب چیئرمین، جناب بنگزئی ! کوئی discussion نہیں ہو رہی ہے۔ اعجاز اب ہو

گیا ہے میرا خیال ہے آپ بیٹھ جائیں۔ آپ اس کو discussion کے لیے move کریں۔ یہاں اس وقت discussion نہیں ہو رہی۔ تشریف رکھیں۔ بنگزئی صاحب سب سے پہلے آئے تھے۔ جی بنگزئی!

(مداخلت)

جناب چیئرمین، بنگزئی صاحب میرے پاس آئے تھے میں نے ان سے commit کیا تھا Mr. Bangulzai has the floor بھنڈر صاحب کی آپ نے بات سنی۔ اس کے لیے آپ move کرسکتے ہیں point of order پر بحث نہیں ہوسکتی۔ جی بنگزئی صاحب۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی ، شکریہ جناب چیئرمین! میرا جو point of order ہے متعلقہ وزراء کرام، ایک محکمہ صحت سے ہے اور ایک محکمہ زراعت سے ہے چونکہ دونوں وزیر صاحبان نہیں آئے ہیں اس لیے میں اس پر کیا بات کروں۔

جناب چیئرمین، آپ مجھے لکھ دیں۔ میں ان دونوں کو forward کرکے آپ کو بتا دوں گا۔ I take up the leave applications

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین، سید دلاور عباس ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ ۱۷ اگست کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب طلحہ محمود نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ ۱۳، ۱۵، ۱۷ اور ۲۰ اگست کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب عمار احمد خان نے ملک سے باہر ہونے کی بناء پر حالیہ مکمل

اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، محترمہ گلشن سعید ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ ۱۷ اگست کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں تھیں اس لیے انہوں نے اس تاریخ کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب مشاہد حسین سید نے ملک سے باہر ہونے کی بناء پر مورخہ ۲۰ اگست تا اختتام حالیہ اجلاس کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، ڈاکٹر جاوید لغاری نے ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ ۱۳، ۱۵ اور ۲۰ اگست کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب محمد صالح شاہ ذاتی مصروفیات کی بناء پر مورخہ ۱۵ تا ۱۷ اگست اجلاس میں شرکت نہیں کرسکے تھے اس لیے انہوں نے ان تاریخوں کے لیے ایوان سے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا رخصت منظور ہے؟

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین، جناب محمد نصیر خان نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر ہیں اس لیے مورخہ ۱۷ تا ۲۵ اگست اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گے۔

جناب سکندر حیات خان بوسن نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری مصروفیات کے باعث اسلام آباد سے باہر ہیں اس لیے مورخہ ۲۰ اگست کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گے۔

سردار یار محمد رند نے اطلاع دی ہے کہ وہ کراچی میں سرکاری مصروفیات کے باعث آج

مورخہ ۲۰ اگست کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گے۔

جناب محمد علی درانی نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری مصروفیات کے باعث اسلام آباد سے باہر ہیں اس لیے مورخہ ۲۰ اگست کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گے۔

جناب لیاقت علی جتوئی نے اطلاع دی ہے کہ سیلاب سے متاثرہ علاقہ کے دورے پر ہیں اس لیے آج مورخہ ۲۰ اگست کو اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گے۔

جناب جسٹس (ریٹائرڈ) عبدالرزاق تھہیم نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر ملک سے باہر ہیں اس لیے مورخہ ۱۶ اگست تا اختتام حالیہ اجلاس شرکت نہیں کرسکیں گے۔

جناب طارق عظیم خان نے اطلاع دی ہے کہ وہ سرکاری دورے پر چین جا رہے ہیں اس لیے مورخہ ۲۴ اگست تک اجلاس میں شرکت نہیں کرسکیں گے۔

We take up item No.3.

(مداخلت)

جناب چیئرمین: نہیں، ہمارا ایک ایجنڈا ہے اور دوسرے امور ہیں۔ جو بات بھی ہے آپ مجھ سے پہلے مل لیا کریں تو میں بتا دوں گا کہ آج ہو سکتا ہے یا نہیں۔ اگر کوئی ایسی بات ہے تو تکلیف کرکے ذرا پہلے میرے پاس آ جایا کریں تو بتا دیا کروں گا whether it can be taken in the House or not. بھنڈر صاحب سے اجازت لے لیں ابھی فلوران کے پاس ہے۔ اگر وہ اجازت دیں تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہو گا۔

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر: میں تو دو گھنٹے سے اس انتظار میں ہوں۔

جناب چیئرمین: جی بھنڈر صاحب۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Bhinder Sahib has the floor, please follow the agenda.

Laying of the Report of the Functional Committee on Government Assurances.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir, I present third report of the Functional Committee on Government Assurances.

Mr. Chairman: The report is presented.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر، جناب ! میں آپ اور ایوان کی اجازت کے ساتھ تھوڑی سی عرض کروں گا۔

جناب والا ! یہ ہماری third report ہے - اس میں ہم نے گیارہ سے پندرہ تک meetings کیں - ہم نے ایک الگ فہرست بھی اس میں شامل کر دی ہے - گوکہ یہ اتنی خوبصورت تو نہیں ہے جتنی وزارت خارجہ یا دفاع کی ہوتی ہیں۔ یہ عام کاغذ پر سینیٹ کی طرف سے شائع شدہ ہے - لیکن میں یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جناب! چوبیس assurances دی گئی تھیں۔ مختلف meetings میں pursue کرکے ان کو fulfil کرایا گیا ہے۔

جناب والا! بلوچستان میں شیخ زید ہسپتال کام نہیں کر رہا تھا۔ Bottleneck میں ہم نے ایک sub committee بنا کر between Federal Government and Provincial Government اس کو reconcile کرایا اور الحمدللہ شیخ زید ہسپتال نے وہاں کام کرنا شروع کردیا ہے۔

(ڈیسک بجائے گئے)

دوسرا جناب! یہاں کے اتنے بڑے PIMS ہسپتال میں MRI کی مشین نہیں تھی - بڑی assurances دی گئیں کہ fulfil کر دیا جائے گا لیکن ultimately کمیٹی کی intervention سے اب وہاں MRI machine نے function شروع کر دیا ہے -

فاٹا ایریا میں جناب والا! زکوٰۃ کا سسٹم نہیں تھا اور وہاں یہ سکیم متعارف ہی نہیں ہو رہی تھی اورلوگوں کو زکوٰۃ نہیں مل رہی تھی۔ سنٹرل زکوٰۃ کونسل کا وہاں بنانا ایک مسئلہ بنا ہوا تھا۔ فاٹا کے ایریا کے لئے notification ہو گیا ہے اور چھوٹی کونسلیں وہاں بن رہی ہیں اور یہ نظام

وہاں شروع ہو جائے گا۔ اس کے علاوہ جناب والا! نوشکی میں ٹی وی سٹیشن کا افتتاح ہوا تھا اس کو بھی اب چلا دیا گیا ہے۔

شجاع آباد ، شیرشاہ ، لودھراں اور خانیوال میں جو ریلوے لائن تھی اس کا بھی کمیٹی کی مداخلت سے کام مکمل ہو گیا ہے۔ Transit shipment کا گوادر میں کام بھی وہاں شروع ہوگیا ہے۔ Railway level crossing, میانوالی اور گوجرانوالہ کے سیکشنوں میں ریلوے لیول کراسنگ معرض وجود میں آ گئے ہیں۔ یہ چند وہ چیزیں ہیں جو میں نے عرض کر دی ہیں۔ اس کے علاوہ detailed report ایوان میں پیش کر دی ہے ۔ اس لحاظ سے میں جناب ! تمام وزارتوں کا مشکور ہوں اور شکریہ ادا کرتا ہوں اور وہ فاضل ممبران جو اس کمیٹی میں ہیں وہ جانتے ہیں کہ وزارتوں کی طرف سے پورا تعاون ملا ہے اور یہ assurances fulfil ہوئی ہیں۔ Thank you very much sir.

Mr. Chairman: Can we pick up the Bills to be introduced.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر ، ایک جناب ! چھوٹا سا call attention notice ہے ۔ وزیر بھی موجود ہیں۔ اگر آپ اجازت دیں تو صرف دو تین منٹ لگیں گے ۔

Mr. Chairman: The House gives its permission?

(Voices: Yes)

Call attention notice regarding non Constitution of Central Zakat Council since October 2004.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر ، جناب والا! میرا call attention notice جو ہے وہ میں move کر دیتا ہوں۔

Sir, I draw attention of the Minister of Religious Affairs, Zakat and Usher to the matter of sufficient public importance regarding non constitution of Central Zakat Council since October 2004 causing delay in fixing salary of

Central Zakat Council since October 2004 causing delay in fixing salary of the Council's employees. Sir, short statement

میری یہ ہے کہ اکتوبر ۲۰۰۴ء سے سنٹرل زکوٰۃ کونسل کی constitution نہیں ہوئی اور چھوٹے ملازمین جو ضلعوں میں کام کررہے ہیں ان بیچاروں کی تنخواہ تین ہزار روپے ہے۔ آپ نے minimum wages 4600/- fix کی ہیں۔ لیکن یہ تین ہزار روپے پر کام کر رہے ہیں۔ اور Provincial Zakat Council نے ان کی تنخواہیں بڑھانے اور ان کو مستقل کرنے ز بھیجی ہوئی ہے اور وہ التواء میں ہیں کہ اکتوبر ۲۰۰۴ سے سینٹرل زکوٰۃ کونسل نہیں تھی۔ جناب والا! اس کی کوئی justification میں نہیں سمجھتا ہوں کہ ایک مہینہ ہو، دو مہینے، چار مہینے یا چھ مہینے ہو لیکن تین سال تک اگر سینٹرل زکوٰۃ کونسل نہیں بنتی تو سینٹرل زکوٰۃ کونسل کے functions دفعہ ۱۲ عشر و زکوٰۃ آرڈیننس میں دیے ہوئے ہیں اور یہ ہیں کہ یہ apex body ہے، اس نے سارے زکوٰۃ و عشر کے نظام کو monitor کرنا ہے، دیکھنا ہے اور پالیسی بنانی ہے اور دینا ہے۔ تو میں جناب والا! آپ کی attention کے لئے یہ عرض کروں گا کہ اگر تین سال سے سینٹرل زکوٰۃ کونسل نہیں ہے تو کہاں پالیسی بنتی ہے؟ کونسا ادارہ پالیسی دیتا ہے؟ کس کی پالیسی پر عمل درآمد ہوتا ہے اور کیسے پالیسی بنتی ہے؟ خاص طور پر جناب! یہ غریب لوگ جن کی تنخواہیں صرف تین تین ہزار ماہانہ ہے ان کا کیا گناہ ہے اور کیا قصور ہے کہ کارخانے کا مزدور کم از کم ۴۶۰۰ روپے لیں اور یہ تین ہزار ہیں اور صرف اس لئے رکی ہوئی ہیں اور ان کی تنخواہ نہیں بڑھ رہی کہ جی سینٹرل زکوٰۃ کونسل نہیں ہے۔ جناب والا! یہ معاملہ حکومت کی فوری توجہ کا محتاج ہے اور اس کے متعلق جناب! ہم اور یہ House assurance چاہے گا کہ جناب! آپ جو period fix کریں، ۱۵ دن کر دیں، مہینہ یا دو مہینے کر دیں کہ سینٹرل زکوٰۃ کونسل بن کر اس معاملے کا فیصلہ ہو۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، جناب چیئرمین! میں آپ کی اجازت سے یہ اضافہ کروں گا کہ بلاشبہ ان ملازمین کا معاملہ اہم ہے۔ وہ ہمارے بھائی ہیں لیکن زکوٰۃ کونسل کا جو مسئلہ ہے اس

میں سب سے بنیادی چیز یہ ہے کہ total allocation جو کرتے ہیں میں پوچھنا چاہتا ہوں کہ تین سال میں سینٹرل زکوٰۃ کونسل کو ---------

جناب چیئرمین، وہی بات آپ دہرا رہے ہیں۔ بھنڈر صاحب نے یہ کہا ہے۔میرے خیال میں اس میں discussion کی گنجائش نہیں ہیں۔ منسٹر صاحب کو آپ سن لیں۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، زکوٰۃ کونسل پر discussion کی گنجائش نہیں ہیں۔ ایک دفعہ شروع ہو جائے تو اس کے بعد اور ہاتھ اٹھ جائیں گے اور مسئلے ہو جائیں گے۔ میرا خیال ہے کہ آپ منسٹر صاحب کو سن لیں۔ اگر آپ کی بات کا جواب اس میں نہیں آتا تو پھر دیکھ لیں گے۔ اعجاز صاحب۔

جناب محمد اعجاز الحق، جناب چیئرمین! یہ دو حصوں میں سوال کیا تھا۔ ایک تو یہ ہے کہ زکوٰۃ کا سٹاف ہے اس کی salaries کے بارے میں بات کی گئی ہے۔ تو

last, the reason for that was that they were kept at minimum because the money was being paid out of Zakat. There is certain percentage which is for administrative expenses.

اس کو سب سے نیچے level پر رکھنے کے لیے کیونکہ زکوٰۃ کے ساتھ World Bank کی رپورٹ ہے کہ جتنے volunteer پاکستان کے اندر free of any remuneration کام کر رہے ہیں دنیا میں کسی اور ادارے میں نہیں ہیں۔ چار لاکھ لوگ پاکستان میں زکوٰۃ کے ساتھ منسلک ہیں جو کہ بغیر salary اور بغیر کسی چیز کے کام کر رہے ہیں لیکن کچھ ایسا سٹاف تھا جس میں کہ آڈٹ آفیسرز، آڈیٹر، اسسٹنٹ آڈٹ سٹاف اور زکوٰۃ کلرکس تھے جن کو رکھا گیا تھا اور جن کی ایک salary رکھی گئی تھی، یہ سوچتے ہوئے bare minimum پر رکھا جائے تاکہ زکوٰۃ مستحقین تک پہنچے اور ان لوگوں کو adhoc basis پر رکھا ہوا تھا۔ ان کی last جو salary بڑھی ہے وہ جولائی 2003 میں بڑھائی گئی تھی۔ آڈٹ آفیسر کی پانچ ہزار، ۳۵۰۰، ۳۲۰۰ اور زکوٰۃ کلرک 3000 روپے

تھی۔ اور یہ بہت کم تھی۔ اس کو Prime Minister نے constitute کیا ہے committee to review the entire Zakat system and improve it جس میں کچھ ممبران ہم نے قومی اسمبلی اور سینیٹ سے بھی بیچ میں ڈالے ہوئے تھے۔ اس کو پھر ہم سینیٹ اور قومی اسمبلی کی Standing Committee میں لے کر گئے اور باہر سے بھی experts کو ہم نے بلایا اور اس کی final report ہم نے Cabinet کے لئے نے تیار کی ہے۔ وہ اس Cabinet meeting میں نہیں آ رہی ہے۔ اس کا ایجنڈا آ گیا ہے next Cabinet meeting میں وہ آئے گی۔ ایک میٹنگ میں وہ پہلے آئی تھی لیکن اس پر بہت لمبی discussion ہونی تھی تو time کی وجہ سے اس کو postpone کر دیا گیا تھا۔ ہم نے یہ recommend کیا ہے۔ ایک تو اس کے سٹاف کو permanent کیا جائے اور ان کی salaries باقی افسران کے برابر لائی جائیں۔ انشاء اللہ یہ Cabinet سے بھی approve ہو جائے گی اور اس میں ہم نے یہ سفارش دی ہے کہ بجائے زکوٰۃ سے یہ پیسہ دینے کے، Provincial Governments اس کو اپنے اور Federal Government اپنے بجٹ کے اندر اس کو لیں تاکہ زکوٰۃ کا سارا پیسہ مستحقین تک پہنچے اور مجھے امید ہے کہ جب یہ Cabinet سے approve ہو جائے گا تو ہم اس کو مستحقین تک پہنچا دیں گے۔ دوسرا جو main حصہ ہے اور جو پالیسی زکوٰۃ کی ہے اگر اس میں increase یا decrease کرنی ہو، مدمیں کچھ changes لانی ہوں، کوئی Federal Government کا hospital یا Provincial Government کے hospital کو زکوٰۃ کے اوپر ڈالنا ہو، اس کی ساری policy Central Zakat Council بناتی ہے اور Central Zakat Council کے جو چیئرمین تھے ان کی میعاد ملازمت اکتوبر 2004 میں ختم ہوئی۔

Minister of Religious Affairs is not appointing authority, we are only a post office administratively looking after the Central Zakat Council, otherwise we don't interfere. The appointing authority is the President of Pakistan on the recommendation of the Chief Justice of Pakistan. 2004

میں جب ان کی میعاد ختم ہوئی تو 18 مارچ 2005 کو جو routine کی summary ہوتی ہے وہ ہم نے بنا کر Prime Minister کو move کی

to send it on to the President of Pakistan and then probably it goes to the Supreme Court of Pakistan and the Chief Justice is supposed to send a panel of three Judges of the Supreme Court and one of them is then appointed by the President of Pakistan.

اس کے بعد جو delay ہوا کہ میری معلومات کے مطابق as a tradition or requirement تین Judges کا panel جاتا ہے تو وہ panel وہاں سے نہیں گیا اور پھر وہاں سے تین judges کی بجائے ایک judge کا نام گیا اور اس میں تھوڑی delay ہوتی رہی کہ طریقہ کار کے مطابق جب panel آئے گا تو اس میں سے select کریں گے۔ اس کے بعد جب میں بھنڈر صاحب کی کمیٹی کے سامنے پیش ہوا تو میں نے دوبارہ Prime Minister sahib سے request کی ہے اور مجھے President کے staff نے بتایا ہے کہ انشاء اللہ

within the next two weeks the Chairman will be appointed and they probably are going to request the Supreme Court to send a panel or they may look into the panel which was sent to them before

کیوں کہ تین judges کی بجائے ایک ہی judge کا نام آیا ہوا تھا۔ انہوں نے یہ assurance دی ہے کہ اگلے دو ہفتے کے اندر اندر انشاء اللہ چیئرمین appoint ہو جائے گا۔ اس کی وجہ سے بہت سی مشکلات آتی رہی ہیں کیوں کہ بہت سے ایسے hospitals ہیں، بہت سے ایسے ادارے ہیں جن کو ہم زکوٰۃ دے رہے ہیں اور وہ اچھا کام کر رہے ہیں اور ان کی زکوٰۃ بڑھانی ہے کیوں کہ تین سال میں آپ کو معلوم ہے کہ ضرورت مند بھی زیادہ بڑھ جاتے ہیں اور hospitals کی requirements بھی بڑھ جاتی ہیں۔ اسی طرح بہت سارے دوسرے ادارے ہیں جن کو زکوٰۃ کے ذریعے پیسہ جاتا تھا انہوں نے بھی بڑا اچھا کام کیا اور ان کی بھی ہم نے enhancement

سفارشات ہیں اس میں بھیجا ہے کہ

in the absense of the Chairman, somebody should be appointed to look after the Zakat Council and at least take the decisions as and when required

لیکن مجھے امید ہے کہ اگلے دو ہفتے کے اندر اندر انشاء اللہ ہمیں وہاں سے نام آ جائے گا اور وہ appoint ہو جائیں گے۔

جناب چیئرمین، بھنڈر صاحب اس کے لیے time fix کر لیتے ہیں then what will be time frame, two weeks یا کیا time frame ہے؟

Mr. Muhammad Ijaz-ul-Haq: I would say that they have said two weeks and if we can say within one month.

سینیٹر چوہدری محمد انور بھنڈر۔ ٹھیک ہے one month کر لیں۔

جناب چیئرمین، اگر آپ چھ ہفتے چاہتے ہیں تو یہ کرلیں لیکن time بتا دیں۔

جناب محمد اعجاز الحق، ٹھیک ہے چھ ہفتے کر لیں، یہ بہت اچھا ہے۔

Mr. Chairman: Ok, six weeks.

گلشن سعید کا جو point تھا وہ اس میں cover ہو گیا ہے۔

سینیٹر گلشن سعید، جناب چیئرمین! میں آپ کی توجہ بیت المال کی طرف دلانا چاہتی ہوں۔

جناب چیئرمین، متعلقہ وزیر نہیں ہے۔ ابھی ہم agenda پر چل رہے ہیں اور آپ کا point اس سے related نہیں ہے۔ آپ مجھے لکھ کر بتا دیں میں ان کو pass on کر دوں گا۔ آپ نے move بھی نہیں کیا ہوا۔ جب آپ move کریں گی تو ہم متعلقہ وزیر کو بلا لیں گے۔ اب ہم Item No. 10 لے لیتے ہیں۔ جی جناب کامران مرتضیٰ۔

اب ہم Item No. 10 لے لیتے ہیں۔ جی جناب کامران مرتضیٰ۔

Introduction of the Bills

Senator Kamran Murtaza: Sir, I beg to introduce a Bill further to amend the Constituton of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Amendment -x) Bill, 2006].

Mr. Chairman: Is it opposed?

Senator Wasim Sajjad: Sir, let it go to the Committe.

Mr. Chairman: Ok, then it is decided to let it go to the Committee. Next Item No.11 Mr. Kamran Murtaza.

آپ پڑھ دیں Sir ؛ leave مل گئی تو اس کو آپ move کر دیں ناں۔ نہیں، نہیں، اچھا جی۔

Senator Kamran Murtaza: I introduce the Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Amendment Bill-XI) of 2007].

Mr. Chairman: This is introduced and stands referred to the Standing Committee concerned. Item No.12, Bhinder Sahib.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir I beg to move for leave to introduce a Bill to amend the Illegal Dispossession Act, 2005 (The Illegal Dispossession (Amendment) Bill, 2007].

Mr. Chairman: Not opposed, then I guess the leave will be given to introduce the Bill. Please introduce the Bill.

Senator Ch. Muhammad Anwar Bhinder: Sir I beg to

Illegal Dispossession (Amendment) Bill, 2007].

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned, OK. Item 14, Mian Raza Rabbani.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I beg to move for leave to introduce the Bill further to amend the Services Tribunals Act, 1973 [The Services Tribunals (Amendment) Bill, 2007].

Mr. Chairman: OK, the leave is granted.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I beg to introduce the Bill further to amend the Services Tribunals Act, 1973 [The Services Tribunals (Amendment) Bill, 2007].

Mr. Chairman: The Bill as introduced stands referred to the Standing Committee concerned. No. 16, Kamran Murtaza and Kakar Sahib.

Senator Kamran Murtaza: Sir, leave may be granted to me sir, to introduce a Bill further to amend the Constitution of Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Amendment-xvi) Bill, 2007.

Mr. Chairman: Is it opposed? Not opposed, OK then, introduce the Bill.

Senator Kamran Murtaza: Sir, I introduce the Bill further to amend the Constitution of Islamic Republic of Pakistan [The Constitution (Amendment Bill, xvi) of 2007.

Mr. Chairmman: The Bill as introduced stands referred to

Mr . Chairmman: The Bill as introduced stands referred to Standing Committee concerned. Please move Item No. 18, Raza Rabbani Sahib.

Senator Mian Raza Rabbani: Yes Sir, I beg to move for leave to introduce a Bill further to amend the Constitution of the Islamic Republic of Pakistan [The Constitution 18th Amendment) Bill, 2007].

Mr. Chairman: Is it opposed?

جناب کامل علی آغا، oppose نہیں کر رہے ہیں جی کیونکہ deal ہو رہی ہے اگر ہو گئی تو شاید amend ہو ہی جائے۔

سینیٹر میاں رضا ربانی، Sir یہ میں clear کر دوں کہ deal وغیرہ کوئی نہیں ہو رہی۔ یہ خوش فہمی ہے اور یہ جو بل ہے I was grateful to the Leader of the House and I hope he is committeed to this. یہ بل ہے Amending Article 89. چونکہ اس وقت Article 89 کے اندر یہ ہے کہ صرف اگر نیشنل اسمبلی میں session ہو تو Ordinance promulgate نہیں کیا جا سکتا۔ اس amendment کے ذریعے ہم نے National Assembly کے ساتھ سینیٹ کو بھی شامل کیا ہے۔ چونکہ یہ ہاؤس کا مشترکہ مسئلہ ہے تو I am sure that at the stage of passing, the government will support.

جناب کامل علی آغا، میاں صاحب نے ٹھیک فرمایا یہ بھی تو ایک deal ہو گی تبھی Constitution میں amendment ہو گی ناں۔ 2/3rd majority ہو گی تو' 2/3rd majority تو deal کے ذریعے ہی ہو سکتی ہے جناب۔ غصہ کرنے والی تو کوئی بات نہیں ہے جی۔

جناب چیئرمین، understanding ہے ناں۔

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I beg to introduce a Bill

Constitution (18th Amendment Bill), 2007].

Mr. Chairman: The Bill is introduced and stands referred to the Standing Committee concerned.

آغا صاحب! آپ نے move کیا تھا Public Accounts Committee والا I hope you are looking at that also. کہ اُس میں سینیٹ کی representation ہونی چاہیے اس پر۔

سینیٹر کامل علی آغا: جی میں نے عرض کیا کہ دیکھیں گے۔

سینیٹر وسیم سجاد: میرا خیال ہے کیونکہ deal ہو رہی ہے تو یہ ساری چیزیں اس میں آجائیں گی۔

سینیٹر میاں رضا ربانی: ان کو deal کی پڑی ہے کیونکہ ان کو پتہ ہے کہ ان کی اپنی تو ووٹیں اب ہیں نہیں۔ اب ضمانتیں ضبط ہونی ہیں۔ Deal کوئی نہیں ہوتی، یہ میں آپ کو assure کر دیتا ہوں۔

سینیٹر کامل علی آغا: جناب! یہ ساری جو language ہے، یہ غصہ کر گئے ہیں۔ میں نے تو حقیقت کی بات کی ہے۔ یہ میں اس بل سے متعلق deal کی بات کر رہا ہوں۔ یہ پتا نہیں کدھر لے جاتے ہیں۔ ہم تو deal سے پہلے ہی انکار کر چکے ہیں کہ ہم نے deal کوئی نہیں کرنی۔ ہم الیکشن کے لیے بات چیت کر رہے ہیں fair and free کرانے کے لیے۔

Mr. Chairman: Item No.20.

Senator Mian Raza Rabbani: I beg to move for leave to introduce a Bill to provide for the ratification of foreign agreements by Parliament {The Ratification of Foreign Agreements by Parliament Bill, 2004}.

Senator Kamil Ali Agha: Not opposed.

Mr. Chairman: Not opposed. So, then the leave is granted.

Senator Mian Raza Rabbani: Sir, I beg to introduce the Bill to provide for the ratification of foreign agreement by Parliament {The Ratification of Foreign Agreements by Parliament Bill, 2004}.

Mr. Chairman: The Bill introduced stands referred to the Standing Committee concerned.

No. 22, Mr. Kamran Murtaza and Mr. Rahmatullah Kakar Advocate.

Senator Kamran Murtaza: Sir, leave may be granted to me to introduce a Bill further to amend the Constitution of Islamic Republic of Pakistan {The Constitution (Amendment-XII) Bill, 2006}.

Mr. Chairman: O.K. Leave is granted.

سینیٹر الیاس احمد بلور، کیا یہاں بھی deal ہو گئی ہے۔

جناب چیئرمین، Cooperation ہے۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: Next 23.

Senator Kamran Murtaza : I beg to introduce the Bill further to amend the Constitution of Islamic Republic of Pakistan {The Constitution (Amendment XII) Bill 2006}.

Mr. Chairman: The Bill introduced stands referred to the

Standing Committee concerned.

Now, we will go back to the commenced motions. No.3.

Senator Mian Raza Rabbani: No. 3 and I have a request sir, and that request is that honourable Senator Abdur Rahim Mandokhel Sahib and honourable Senator Prof. Khurshid Ahmed Sahib, they a certain prior commitment. So, if that could be possible to accommodate them in the first.

Mr. Chairman: I can do one if you want.

سینیٹر کامل علی آغا، جناب! آپ time مقرر کر دیں۔

جناب چیئرمین، Time مقرر ہے۔ پانچ سے سات منٹ۔ یہ پہلے ہی ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا، جناب! foreign policy پر discussion کرنی ہے اور یہ ایک دو بجے تک مکمل کر دینی ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، مندوخیل صاحب! کل صبح انشاء اللہ انہوں نے آنا ہے۔ کل صبح ان کے آنے کا پروگرام ہے۔ آج ساری speeches ختم کرلیں تو کل صبح وہ پہلی چیز wind up کرلیں گے۔ اسی لیے Question Hour waive کیا تھا۔ اس کے بعد دوپہر تک we will finish. میں اپنے اراکین سے request کروں گا کہ مہربانی کر کے وقت کی سختی سے پابندی کریں۔ خورشید صاحب! آپ بولیں گے پہلے؟ جی۔

Further Discussion on the Commenced Motion: The Situation Arising out of Floods and Rains in the Country.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، مندوخیل صاحب بہت مہربانی کر رہے ہیں۔ میرا تو

خیال تھا پہلے وہ کرلیں ۔ نحمدہ نصلی علی رسولہ الکریم - بسم اللہ الرحمن الرحیم-
جناب چیئرمین! بے حد شکریہ کہ آپ نے مجھے سیلاب کے موضوع پر اپنے خیالات کے اظہار کا موقع دیا ۔یہ ایک natural calamity ہے اور بلا شبہ آفات سماوی و ارضی سے اس کا تعلق ہے، طوفان باد و باراں اور سیلاب، تقریبا دو مہینے ہو گئے ہیں کہ اس کی لپیٹ میں ہمارے ملک کا ایک خاصا حصہ ، خصوصیت سے بلوچستان ، سندھ اور صوبہ سرحد ہیں ۔ میرے حساب سے بہت سے اہم نکات پر گفتگو کر لی گئی ہے ۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے اس بات کی ضرورت ہے کہ gravity of the calamity کا صحیح صحیح estimate کیا جائے ۔ میرے علم کی حد تک، ابھی تک جو relevant authorities ہیں ان کی طرف سے مستند ، قابل اعتماد اور اصلیت پر مبنی data نہیں آیا ۔ البتہ اخبارات میں جو باتیں آ رہی ہیں، ان سے یہ اندازہ ہوتا ہے کہ ان دو مہینوں میں تین سو چوبیس افراد جاں بحق ہوئے ہیں ۔ دو سو چوبیس لاپتہ ہیں ۔ اس کا مطلب ہے کہ تقریبا ساڑھے پانچ سو افراد اپنی جان سے محروم ہو چکے ہیں ۔ تقریبا ۸۰۰۰۰ (اسی ہزار) مکانات ، جن میں سب سے زیادہ بلوچستان میں ہیں، تباہ ہوئے ہیں۔ بیشتر کلی طور پر لیکن باقی بھی اتنے damage ہوئے ہیں کہ وہ اب رہنے کے قابل نہیں رہے اور کم از کم دو یونین کونسلیں تو ایسی ہیں جن کے بارے میں معلوم ہوا ہے کہ وہاں ایک گھر بھی باقی نہیں رہا ہے ۔ اس کے نتیجے میں تقریباً پچیس لاکھ افراد بے گھر ہوئے ہیں اور ایک اندازے کے مطابق تقریباً 80ہزار ایسے ہیں جو ابھی تک یا پانی میں ہیں یا چھت اور خیمے تک سے محروم ہیں۔

جناب والا! اس کے ساتھ ساتھ جو نقصان ہوا ہے سڑکوں کا اس کا اندازہ یہ ہے کہ صرف بلوچستان میں 5171 کلو میٹر سڑکیں قابل استعمال نہیں رہیں اور ان میں کوسٹل ہائی وے بھی شامل ہے۔ چاروں صوبوں کی جو sea ports ہیں، پسنی، جیوانی، اورمارا اور گوادر بری طرح متاثر ہوئی ہیں۔ 43 کلو میٹر rail link roads تباہ ہوئی ہیں، پندرہ کروڑ روپے کا نقصان ہوا ہے۔ کھڑی فصلیں جو جائزے اخبارات میں آئے ہیں اور بین الاقوامی میڈیا نے دیے ہیں، ان کی رو سے بلوچستان میں 1,23000 سے زیادہ ہیکٹر زمین پر کھڑی فصلیں تباہ ہوئیں اور سندھ میں یہ ساٹھ

ہزار ہیکٹرز، بلوچستان میں 20 فیصدی تعلیمی ادارے damage ہوئے ہیں اور قابل استعمال نہیں رہے ہیں اور سندھ میں 10 فیصدی قابل استعمال نہیں رہے ہیں یہ اس کی gravity of the problem ہے لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ حکومت کے بیانات حتٰی کہ پارلیمنٹ میں بھی دو مہینے کے بعد اس پر بات چیت ہو رہی ہے۔ یہ ایک national calamity ہے، تین صوبے بری طرح affected ہیں، میری نگاہ میں یہ جتنی بڑی آزمائش ہے اس کے مقابلے میں کوئی پالیسی، کوئی سکیم، کوئی لائحہ عمل ہمارے سامنے نہیں آ رہا ہے۔ میں اس سے انکار نہیں کرتا کہ مرکزی حکومت، صوبائی حکومت اور local bodies بھی کچھ نہ کچھ کام کر رہی ہیں۔ فوج کے جوانوں نے بھی خدمات انجام دی ہیں اور نجی شعبے میں جو خدمت کے ادارے ہیں انہوں نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا ہے۔ کچھ بین الاقوامی NGOs نے بھی کردار ادا کیا ہے لیکن اس سب کے باوجود جو اطلاعات مجھ تک پہنچ رہی ہیں اور جس حد تک میں world media monitor کر سکا ہوں اندازہ یہ ہے کہ نصف سے زیادہ افراد ابھی تک کسی relief سے محروم ہیں۔ جناب والا! یہ بڑی serious صورتحال ہے۔ ہم blame game میں نہیں جانا چاہتے، میں نے آغاز اس بات سے کیا ہے کہ یہ ایک قومی المیہ ہے، قومی issue ہے اور حکومت اور private, Opposition and Government سب کا مشترکہ مسئلہ ہے۔ اس لیے میں چند تجاویز پر اپنی بات کو مرکوز کرنا چاہتا ہوں۔ میری نگاہ میں تین پہلو ایسے ہیں جن میں سے ہر ایک پر فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ جو افراد متاثر ہوئے ہیں ان تک relief پہنچائی جائے۔ ہم نے اس سے پہلے زلزلے کے موقع پر یہ بات اسی ایوان میں اٹھائی تھی کہ اس سے بڑا المیہ اور کیا ہوگا کہ national crisis cell موجود تھا لیکن اس کے پاس کوئی capacity, skill, manpower کوئی نظام نہیں تھا۔ اکتوبر 2005 کے زلزلے نے پوری قوم کو ہلا کر رکھ دیا اور اس کے بعد اسی ایوان نے قانون پاس کیا جس کے تحت National Crisis Authority قائم کی گئی اور اس کام کے لیے قائم کی گئی کہ وہ ایک capacity build کرے، ایک infrastructure build کرے، ایک volunteer corps تیار کرے کہ جو جب اور جہاں---

Mr. Chairman: May I please have indulgence of the House and hear the honourable member.

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد: میں یہ عرض کرنا چاہ رہا تھا جناب والا! کہ ہم نے یہ قانون اس لیے پاس کیا تھا کہ یہ ایک standing arrangement ہے اس لیے کہ ان آسمانی آفات کے بارے میں کسی کو پتا نہیں ہوتا کہ کب آئیں گی۔ اس لیے دنیا کے سارے ممالک اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ infrastructure موجود رہے اور جہاں، جس وقت کوئی بڑا حادثہ ہو، کوئی اس قسم کی تباہی آئے توفوراً مدد کے لیے پہنچا جا سکے لیکن ہم نے دیکھا کہ دو سال گزرنے کے باوجود ہم وہ infrastructure نہیں بنا سکے بلکہ مجھے دکھ سے کہنا پڑتا ہے کہ اکتوبر 2005 کے زلزلے کے متاثرین بھی ابھی تک رو رہے ہیں۔ کہیں 50%، کہیں 60%، کہیں 70% کام ہوا ہے اور باقی سب رکا ہوا ہے لیکن مقصد تو یہ تھا کہ نہ صرف وہ کریں گے بلکہ آگے اگر کوئی آفات آتی ہیں تو ان کے لیے پہلے سے preparation ہوگی۔ اس طرف جو ناکامی ہوئی ہے اس کا اعتراف ہونا چاہیے اور دیکھنا چاہیے کہ کس طرح ہم اس ادارے کو فی الحقیقت مؤثر بنائیں۔

یہاں جناب والا! آپ مجھے یہ کہنے کی بھی اجازت دیجیئے کہ زلزلے کے موقع پر بڑے fanfare کے ساتھ ایک National Volunteer Corp کا اعلان ہوا تھا اور اس کے لیے بڑی allocations ہوئی تھیں، میں یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ وہ کہاں گئی۔ اتنی بڑی تباہی آئی، وہ corp کس جگہ ہے؟ جناب والا! ہمیں جھوٹے دعوے اور اس قسم کے تماشے نہیں کرنے چاہئیں اور ہمیں ان سے نکلنا چاہیے۔ میری پہلی تجویز یہ ہے کہ relief کے لیے مؤثر انتظام کیا جائے۔ اس میں مرکزی حکومت، صوبائی حکومتیں، Local Bodies and Union Councils, یہ four tier نظام ہے، اسے mobilize کیجیئے اور پھر اس کے لیے budgetary allocation کی ضرورت ہے۔ ہم اپنی عیاشیاں ختم کریں اور sincerity کا راستہ اختیار کریں۔ Corruption کے سوراخ سے جو وسائل ہمارے ضائع ہو رہے ہیں۔ شرم آتی ہے کہ Transparency International ہر

سال جو جائزہ لاتی ہے اس میں ہماری position اور نیچے گر جاتی ہے۔ اسی ہفتے Common Wealth کے Secretary General نے جو South Asia کے بارے میں report دی ہے' اس میں کہا ہے کہ سب سے زیادہ corruption پاکستان میں ہے۔

جناب والا! resources کو ٹھیک سے استعمال کیجیئے اور available کیجیئے اس کام کے لیے۔ مجھے شرم آتی ہے یہ کہتے ہوئے کہ اتنا بڑا سانحہ ہوا ہے لیکن جنرل صاحب جب بلوچستان گئے تو انہوں نے ایک affected خاندان کے لیے 15 ہزار روپے کا اعلان کیا۔ یہ مدد نہیں بلکہ زخموں پر نمک پاشی کے مترادف ہے۔ آپ کا اپنا کوئی مرتا ہے تو آپ اس کو پانچ لاکھ اور دس لاکھ دیتے ہیں اور اگر غریب انسان بے گھر ہوجاتے ہیں' خاندان bread earner سے محروم ہو جاتا ہے تو آپ پورے خاندان کو 15 ہزار دیتے ہیں اور وہ بھی پتا نہیں کتنوں کو ملا ہوگا۔ اس پالیسی کو بدلنے کی ضرورت ہے۔ اس میں سب سے پہلی چیز relief ہے۔ Relief کے لیے infrastructure کو متحرک کرنا' Relief کے لیے چاروں tiers پر کام کرنا اور relief کے لیے budgetary allocation ضروری ہے۔ پھر relief پر بات رکے گی نہیں' پھر بات rehabilitation تک جائے گی۔ مجھے پتا ہے کہ اس کے لیے کتنے وسائل کی ضرورت ہے لیکن جب تک ہم اپنے پیٹ پر پتھر نہیں باندھیں گے ہم اپنے مجبور بھائیوں اور بہنوں کی مدد نہیں کر سکیں گے۔ Mindset بدلنے کی ضرورت ہے۔ لہذا relief and rehabilitation یہ دو بنیادی چیزیں ہیں جن کو ہمیں priority دینی چاہیے اور میں افسوس سے کہہ رہا ہوں کہ دو مہینے گزرنے کے باوجود معاملے کی seriousness کی مناسبت سے مرکزی اور صوبائی حکومتوں نے اپنا فرض ادا نہیں کیا۔

دوسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں جناب والا! کہ affected areas کے لیے کوئی فوری package چاہیے جس میں ان کو آفت زدہ علاقہ قرار دینا' taxes معاف کرنا' مالیے معاف کرنا' بنکوں کے قرضوں کی جو قسط due ہے' چاہے وہ private banks ہوں یا سرکاری banks ہوں اس میں رعایت۔ بجلی' گیس میں رعایت یعنی جو basic ضرورتیں ہیں ان میں ان

کو relief دینے کی ضرورت ہے۔ لہذا یہ package بھی لازماً آنا چاہیے۔

جناب والا! تیسری بات میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ یہ وہ موقعہ ہے جب ہمارے پلاننگ کمیشن والے، ہم 2030 کے vision کی باتیں کر رہے ہیں، خدا کے لیے 2007 کی تو فکر کیجئے۔ یہ دیکھیے کہ جو چیزیں بار بار آرہی ہیں اس کی وجہ کیا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ڈیم بنانے کی پالیسی کو پچاس سال سے آپ نے سیاست کا کھلونا بنایا ہوا ہے۔ والی بال بنایا ہوا ہے ادھر سے ادھر، ادھر سے ادھر پھینک رہے ہیں۔ بڑے ڈیم، چھوٹے ڈیم ابھی نیلم ڈیم کی بات ہو رہی ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ پندرہ سال پہلے اس کا منصوبہ بنا تھا۔ سات سال پہلے اس کا PC-1 بنا تھا۔ ہندوستان نے بگلیہار ڈیم بنا لیا اور ہم ابھی تک کاغذوں میں پھر رہے ہیں۔

کالا باغ ایک political issue بن گیا ہے۔ کیا اس کا alternative نہیں ہے۔ دوسرے جتنے alternative ہیں، خود سینیٹ کی کمیٹی نے اسے sort out کیا ہے، تیسرا سال ہوگیا کیا کام اس پر ہوا۔ چھوٹے ڈیم ہمارے لیے بہت بڑے alternative ہیں۔ سرحد میں بیس پراجیکٹ شروع کیے گئے ہیں اس سے اندازہ ہو رہا ہے کہ اتنا potential ہوا ہے، چین نے چھوٹے ڈیموں کا network بنا کر ہزاروں میگاواٹ بجلی پیدا کی ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ سیلاب پر کنٹرول پایا جا سکے گا، بارش کا پانی preserve ہو سکے گا، overflow کو روکا جا سکے گا اور جو بڑے ڈیموں سے distribution ہوتا ہے وہ بچے گا۔ آپ کو معلوم ہے کہ تربیلا اور منگلا کے affectees آج تک رو رہے ہیں۔ انہیں compensate نہیں کیا گیا۔ alternates موجود ہیں۔ اسی طرح آپ دیکھیے کہ ہر شہر میں، ہر locality میں سیوریج کا سسٹم، صاف پانی کی فراہمی جیسی بنیادی چیزیں اور بنیادی ضروریات، ہم فراہم نہیں کر رہے ہیں۔ اس وقت عالم یہ ہے کہ کراچی جیسے شہر میں لوگ بدبودار پانی پی رہے ہیں۔ ہر روز ہزاروں افراد gastro کی بیماریوں میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ یہ سب اس لیے ہے کہ ہم نے ٹھنڈے دل سے ان تمام بنیادی معاملات کے بارے میں جو infrastructure development ہے، social, economic infrastructure, basic amenities کی فکر نہیں ہے۔ میرانی ڈیم کا بار بار مسئلہ آ رہا ہے۔ کوئی

ڈیم کا مخالف نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیں۔

سینیٹر پروفیسر خورشید احمد، میں conclude کر رہا ہوں۔ کوئی ڈیم کا مخالف نہیں ہے لیکن جناب والا! ڈیم بنانے میں جس عجلت کا کام آپ نے کیا ہے۔ spillway کی بات ہے۔ تین سو فٹ، چھ سو فٹ اور اب کہا جا رہا ہے کہ اس کو بارہ سو فٹ کیے بغیر علاقے کے لوگوں کی safety ممکن نہیں ہے یہ ساری باتیں پہلے سے کہی جا رہی تھیں لیکن آپ نے کچھ سیاسی مقاصد کے لیے ان تمام چیزوں کو address کیے بغیر اور لوکل آبادی کے جو concerns تھے ان کو address کیے بغیر آپ نے یہ کام کیا۔ خدا کے لیے یہ نہ کیجیے۔ سرکاری عمارتیں، سرکاری سکول، سرکاری سڑکیں آخر کیوں پانی کے ریلے میں بہہ جاتی ہیں ان کا کون ذمہ دار ہے۔ کوئی تو accountability چاہیے، کیا accountability یہ ہے کہ سیاسی مخالفین کے لیے آپ اس تلوار کو استعمال کریں۔ جو اس ملک کو تباہ کر رہے ہیں وہ آزاد پھریں۔ جناب والا! میری نگاہ میں یہ تین learners ہیں، پہلا immediate ہے یعنی relief and rehabilitation دوسرا وہ package ہے جو effectees کے لیے ضروری ہے تاکہ وہ اپنے آپ کو دوبارہ اپنے پاؤں پر کھڑا کر سکیں، تیسرا وہ بنیادی تبدیلیاں ہیں، بنیادی developmental efforts for infrastructure کی جس کے بغیر آپ مستقلاً اس type کے خطرات کا مقابلہ نہیں کر سکیں گے۔ آخری سب سے اہم بات accountability, sensitivity ہے۔ اسلام آباد کے airconditioned بنگلوں میں اور دفاتر میں بیٹھنے والوں کو اندازہ نہیں ہے کہ عام انسان کس مشکل میں پس رہا ہے۔ ان ایوانوں سے نکلیے، عوام کے مسائل کو دیکھیے، ان میں اٹھیے بیٹھیے اور اپنی پوری پلاننگ پورے اخراجات کا رخ اپنی آسائشوں کی بجائے قوم کے عام انسانوں کو بنیادی سہولیات کی فراہمی کی جانب موڑ دیجیئے اس طرح پاکستان اپنے اصل مقصد سے ہمکنار ہو سکے گا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، جناب عبدالرحیم خان مندوخیل۔

سینیٹر عبدالرحیم خان مندوخیل، جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں کہ آپ نے اس اہم مسئلے پر بحث کرنے کا موقع دیا کہ میں اپنی معروضات پیش کرسکوں۔ جناب والا! مجھ سے پہلے معزز سینیٹرز اور بالخصوص پروفیسر خورشید صاحب نے جو حقائق سیلاب کے بارے میں بیان کیے کہ سیلاب سے جو نقصانات ہوئے ہیں میں اس کی مکمل تائید کرتا ہوں۔ جناب والا! حقیقت یہ ہے کہ پہاڑوں کا پانی دامن کوہ میں آیا اس نے حقیقت میں تمام علاقہ ڈبو دیا ہے ایسی صورت حال میں یعنی جو جھل مگسی ، بولان ،نصیاڑی اور بارہ مولا ہمارے صوبے میں یہ تمام پانی میدان میں اس طرح آیا کہ دیہات ، قصبے اورعلاقے ڈبو دیئے یا اس سے زرعی زمین کا نقصان ، مکانات رہائش کا نقصان ، گھر کے اسباب کا نقصان اور انسانی جان کا نقصان اتنا زیادہ ہوا ہے کہ حقیقت میں زلزلے کے بارے میں جو role ملک نے مجموعی طور پر play کیا۔ ایسی توجہ سیلاب کے مسئلے میں ہم نے نہیں دی لیکن جناب والا! حقیقت میں لیا جائے تو سیلاب میں بربادی زلزلے کے برابر ہوئی ہے۔ اس حوالے سے جناب والا! ہماری تجاویز اس سلسلے میں یہ ہیں کہ ایک تو فوری ریلیف ، فوری ریلیف کا مسئلہ بھی آج میں نے پڑھا Red Crescent Organization کل اٹھارہ ہزار گھروں کا ، اب اس میں لاکھوں families involve ہیں لیکن ان کا کل اٹھارہ ہزار گھر ، اب باوجود اس کے کہ وہ کہتے ہیں کہ ہم کام کریں گے لیکن کوئی ریلیف نہیں ہے۔ جناب والا! ہماری جو صوبائی حکومت ہے اس نے اس حوالے سے کوئی کام نہیں کیا ہے ۔ ابھی ایک بات اور بھی ہے اور وہ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ جو کچھ ہم نے تعمیر کیا ہے انفراسٹرکچر سڑک ہے ، اگر ڈیمز ہیں ، اگر کہیں ہمارے ہاں چیک ڈیمز ہیں یا اگر کہیں سکولوں کی تعمیرات ہیں ۔ جناب والا! اس میں ہماری کرپشن اس حد تک ہے کہ آپ سمجھیں کہ وہ مٹی کے ہیں ۔ بارش ہوئی تو اس نے تمام تعمیرات کو بھی غرق کر دیا ۔سڑک بھی غرق ، پل بھی غرق ہوئے ۔ جناب والا! ہرنائی جاتے ہوئے ہم انگریزوں کے زمانے کے ریلوے کے پل ہیں تو آپ کو ان کے پتھر نکالنے کے لیے mines استعمال کرنی پڑیں گی ۔ اب سو سال سے زیادہ وقت ہو چکا ہے لیکن ہمارے بنے ہوئے ایک سال ہوا ہے اور اسی سال میں جب بارش ہوئی

تو وہ بہہ گئے یہ پوزیشن ہے ۔ اس دن منسٹر صاحب نے کہا کہ نہیں ، کوئی ایسی بات نہیں ہے ۔ جناب والا! خضدار کی کوسٹل ہائی وے ڈوب گئی تھی ہمارا خضدار کا جو راستہ ہے آپ ان سے پوچھیں کہ خضدار سے کئی کئی دن ایسی حالت تھی کہ راستے بند تھے اور پل گرے ہوئے تھے تو یہ پوزیشن ہے ۔ میں پروفیسر صاحب کی تجاویز کی تائید کروں گا دوسرے ہمارے آنریبل سینیٹرز کی ، پہلی بات فوری طور ریلیف کی اور rehabilitation کی ہمارے صوبے کے بارے میں آسان سی بات یہ کہیں کہ اس کو آفت زدہ قرار دیا جائے ۔ جناب والا! رسمی طور پر اس کو آفت زدہ قرار دیا جائے اور آفت زدگی کے نتیجے میں جو بھی ریلیف ان کا بن سکتا ہے مثلاً وہی پیکج جو مختلف bills ہیں ۔ ابھی ہمارے ایک سینیٹر کے سوال کے جواب میں معلوم ہوا کہ ۳۰ ارب روپے بنکوں سے جو قرضے لیے ہوئے ہیں وہ معاف ہو گئے اور ہمارے آفت زدہ لوگوں کے لیے ان کو ایک یا دو ارب روپے آپ پیکج کے طور پر دے دیں تاکہ ان کے گھر واپس آئیں ۔ ہمارے ڈاکٹر مالک سے ذرا پوچھیے کہ آپ کی جو زمین ہے اس کو کتنا نقصان ہوا ہے اور کتنے خرچے پر اس کو بحال کر سکیں گے۔ یہ پوزیشن مجموعی طور پر ہے۔ جناب والا! میں آپ کا مشکور ہوں لیکن میں request کرتا ہوں تمام ممبران کی طرف سے کہ سینیٹ باقاعدہ رسمی طور پر ایک قرارداد کی شکل میں ایک ایسی اتھارٹی یا ایسی کمیٹی بنائے جو ایک تو آفت زدگی کا فیصلہ دے اور ان علاقوں کے لئے package کا اعلان کرے۔ اس کے علاوہ ایک ایسی کمیٹی ہو کہ وہ جائے اور اپنی inquiry کرے کہ کتنا نقصان ہوا ہے ۔ اس کے لئے کتنی رقم کی ضرورت ہے۔ جناب والا! سینیٹ سے میری request ہے کہ وہ اس کے بارے میں اپنا ایک فیصلہ گورنمنٹ کو دے دیں۔ آپ کی بڑی مہربانی۔

جناب چیئرمین، شکریہ۔ مسٹر لیاقت علی بنگزئی۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ، نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم ۔ اما بعد۔ اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم (عربی) جناب چیئرمین! وہ کونسا پتھر ہے جس میں آگ نہیں ہوتی اور وہ کونسا قطرہ ہے جس میں سیلاب نہیں ہوتا۔ قدرتی آفات آتی رہتی ہیں ان پر کسی کا

بس نہیں ہوتا۔ خواہ سیلاب کی صورت میں آئیں، خواہ آگ کی صورت میں آئیں، خواہ زلزلے کی صورت میں آئیں وہ آتی رہتی ہیں۔ یہ تاریخ میں کوئی انہونی یا نئی بات نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! جہاں فلاحی ریاستیں ہوتی ہیں، جن کو اپنے عوام کے دکھ درد اور دکھ سکھ میں share کرنے کا sense ہوتا ہے وہ ایسی چیزوں کے آنے سے پہلے، موسم کو دیکھتے ہی کوئی نہ کوئی حفاظتی اقدامات ضرور کرتے ہیں۔ یہاں سیلاب کے متعلق ہمارے کئی دوستوں نے بڑی اچھی باتیں بتائیں۔ ہم نے سنا اور اب ہم کہنے جا رہے ہیں لیکن جناب چیئرمین! مجھے انتہائی افسوس کے ساتھ اور بڑے دلی دکھ کے ساتھ یہ بات کہنی پڑ رہی ہے کہ نشستند، گفتند، برخاستند کوئی عملی صورت آج تک ہمارے سامنے نہیں ہے۔ جناب چیئرمین! میں نے ایک انتہائی معتبر ذرائع سے پورے بلوچستان کے حوالے سے جو وہاں نقصانات ہوئے ہیں وہ facts and figures میں وہاں سے لایا ہوں۔ شاید ہمارے کسی دوست نے ان facts and figures پر بات نہیں کی ہے۔

جناب چیئرمین! ہمارے بلوچستان میں تقریباً ۲۶ اضلاع ہیں۔ ما سوائے ایک دو اضلاع کو چھوڑ کر تمام اضلاع میں طوفانی بارشوں اور سیلابوں نے کافی جانی و مالی نقصان کیا ہے۔ سب سے پہلے جناب چیئرمین! اس وقت جو میرے سامنے رپورٹ ہے، ضلع جھل مگسی میں جہاں پانچ ہزار پانچ سو چون (۵۵۵۴) مکانات صفحہ ہستی سے مٹ گئے ہیں۔ نمبر ۲ میں جناب چیئرمین! ضلع خاران میں جہاں ۶۶۸۲ مکانات ---یہ مصدقہ رپورٹ ہے یہ رپورٹ میں نے صوبہ بلوچستان سے منگوائی ہے۔ اس میں کئی ایک اضلاع تھے جس میں میرا اپنا ضلع بھی ہے، یہاں ضلع مستونگ میں ۵۰۰ گھر تباہ ہوئے۔ جن کا میں خود چشم دید گواہ ہوں۔

سیلاب کے آتے ہی میں نے پہلی فرصت میں جا کر وہاں کا دورہ کیا۔ جناب چیئرمین! اس وقت صورتحال یہ ہے کہ کل 36724 مکانات صوبہ بلوچستان میں تباہ ہو گئے، 12295 لوگ جن کے گھر بہہ گئے تھے، ان کو relief دیا گیا ہے اور 30862 tents بھی مہیا کیے گئے ہیں۔ ہمیں جو ٹوٹل امداد صوبے اور مختلف donating agencies سے ملی ہے وہ اکیس کروڑ بیس لاکھ روپے ہے لیکن جناب چیئرمین! اس کے ساتھ میں ایک اور figure بھی لایا ہوں جو صرف

میرے ضلع کے حوالے سے ہے۔ جناب چیئرمین! جہاں انہوں پورے صوبے کو دو سو بارہ ملین روپے دیے ہیں، آپ اندازہ کریں کہ ضلع مستونگ میں پینتالیس ہزار ایکڑ زمین مکمل طور پر تباہ ہو چکی ہے۔ جس کی انہوں نے estimated cost چار سو تہتر ملین روپے لگائی ہے۔ جناب چیئرمین! یہ estimated cost مل ملا کر چھ سو اکیس ملین بنتی ہے صرف ایک ضلع میں جس کا میں خود چشم دید گواہ ہوں، میں خود وہاں گیا بھی ہوں۔ ایک district میں چھ سو اکیس ملین روپے کا نقصان ہوا ہے جبکہ انہوں نے پورے بلوچستان کے لیے دو سو بارہ ملین روپے دیے ہیں۔ اب جناب چیئرمین! مقتدر حکمرانوں سے میرا سوال یہ ہے کہ یہ دو سو بارہ ملین روپے جو میں سمجھتا ہوں کہ اونٹ کے منہ میں زیرے جتنا بھی نہیں ہے۔ ہم اگر کبھی چیختے چلاتے ہیں کہ خدارا ہمیں بھی اپنا بھائی تصور کرتے ہوئے، ہمیں بھی اپنے دکھ درد میں شامل کریں، ہمارے زخموں کی بھی کوئی دوا کریں تو ہمیں وہ دو سو بارہ ملین روپے دے کر کہتے ہیں کہ دیکھیں ہم نے آپ کے صوبے کو یہ دیا ہے۔ پھر لطف کی، مزے کی بات یہ ہے کہ دو سو بارہ ملین میں سے انہوں نے اس وقت تک جو خرچ کیے ہیں، وہ بیس ملین ہیں۔ یہ اعداد و شمار ان ہی کے مہیا کردہ ہیں میں اپنی طرف سے نہیں کہہ رہا، یہ کب خرچ کریں گے؟ کب لوگوں کو پہنچائیں گے؟ جو سب سے زیادہ متاثرہ ضلع ہے، وہ تربت ہے جہاں دس ہزار ایک سو تینتالیس مکان بہہ گئے ہیں اور جناب چیئرمین! جہاں ایک سو باون لوگوں کی اموات ہوئی ہیں۔ اب جناب چیئرمین! آپ خود سوچیں کہ صرف ایک ضلع میں ایک سو باون اموات ہوئی ہیں اور ہمیں بتایا جاتا ہے کہ پورے صوبے میں دو سو تین اموات ہوئی ہیں۔ جناب! میں اس کی ایک کاپی آپ کو دے دوں گا، آپ خود دیکھیں اس میں کتنی contradiction ہے، کتنی تضاد بیانی ہے۔ وہ سمجھتے ہیں ہم ان کو صرف figures دیں گے اور ان لفظوں کی بھول بھلیوں میں ان کو دھوکہ دیتے رہیں گے، جناب چیئرمین! وہ دور گزر گیا۔ اب میں آپ کے توسط سے حکومت پاکستان کے اعلیٰ حکام سے پر زور مطالبہ کرتا ہوں اور میری پرزور سفارش ہے کہ خدا کے لیے ایک ایسی کمیٹی تشکیل دیں جو کہ صوبائی اسمبلی، قومی اسمبلی اور سینیٹ کے اراکین پر مشتمل ہو، جو fact finding کے لیے جائے،

خود مختلف متاثرہ علاقوں کا دورہ کرے اور ان علاقوں کو بچشم خود دیکھے تاکہ یہاں آکر سینیٹ میں ایک صحیح report پیش کرے ورنہ ان اعداد وشمار پر ہمیں کوئی بھروسہ نہیں ہے کیونکہ یہ سراسر اس کے متضاد ہیں۔ میں بلوچستان کے حوالے سے بات کر رہا ہوں کہ جو تباہی ہم نے دیکھی ہے، جو تباہی ڈاکٹر مالک صاحب اور حاجی رحمت اللہ کاکڑ صاحب نے دیکھی اس کا تو یہاں کوئی تذکرہ ہی نہیں ہے۔

جناب چیئرمین، وقت کا خیال رکھیے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، بس جناب چیئرمین! میں کچھ تجاویز پیش کر کے اپنی تقریر ختم کروں گا۔

1۔ میری ایک تجویز تو یہی ہے کہ سینیٹ کے اراکین پر مشتمل ایک fact finding committee تشکیل دی جائے جو کہ دس دن تک مسلسل مختلف اضلاع میں پھریں اور جہاں جہاں نقصانات ہوئے ہیں اس کی مکمل report اس ہاؤس میں پیش کریں۔

2۔ صوبائی حکومتوں کو جو 212 million کا فنڈ دیا گیا ہے اس میں مزید بڑھوتی کی جائے۔

3۔ میری تجویز یہ ہے کہ utility bills جس میں بجلی، گیس اور زرعی قرضے ہیں، یہ گزشتہ تین ماہ کے مکمل طور پر معاف کیے جائیں۔

4۔ جو check dams یا جو بچاؤ بند ٹوٹ گئے ہیں، ان کے لیے انہوں نے bulldozers دیئے ہیں لیکن چونکہ آپ کے علم میں ہے اور اس ہاؤس کے تمام ممبران کے علم میں بھی ہے کہ بلوچستان اس ملک کا 43% رقبہ ہے، وہاں بیک وقت 105 bulldozers کیا کام کریں گے۔ میری تجویز یہ ہے کہ ان زمینداروں کو جن کو کہ bulldozers نہیں مل سکے، ان کو alternate طور پر tractors کے لیے پیسے دیئے جائیں۔ روسی tractors ہوتے ہیں جن کے بلیڈ آگے کی طرف ہوتے ہیں وہ بھی وہی کام کر سکتے ہیں جو کہ bulldozers کر رہے ہیں۔ اس سے جو بند ٹوٹ گئے ہیں یا جو بچاؤ بند ہیں ان کی تعمیر ہو سکے گی۔

جناب چیئرمین! میں آپ کا مزید وقت نہیں لینا چاہتا کیونکہ اس موضوع پر شاید ہمارے کئی فاضل اراکین بات کرنا چاہیں گے۔ میں آخر میں آپ کو ایک چھوٹی سی تصویر دکھانا چاہتا ہوں کہ جب جھل مگسی میں سیلاب کا ریلا آیا تو وہ اس قدر شدید تھا کہ ہمارے جو وہاں کے MPAs اور District Nazims ہیں وہ خودمسلسل چھ گھنٹے تک ایک چھت پر چڑھے انتظار کرتے رہے کہ ان کے لیے کوئی مدد آئے گی، چہ جائے کہ عام لوگوں کے لیے مدد آتی۔ عام لوگوں کے لیے تو میرے خیال میں ابھی تک کچھ نہیں پہنچا۔ بہرحال ان کو آٹھ دس گھنٹے کے بعد ہیلی کاپٹر آ کر لے گیا۔ جناب چیئرمین! اس امید کے ساتھ کہ آپ میری ان suggestions پر ہمدردانہ غور کریں گے اور فوراً ایک کمیٹی تشکیل دیں گے تا کہ ہم جا کر fact finding کر سکیں۔ اس میں پنجاب، سرحد، بلوچستان اور سندھ سے بھی ہمارے بھائی ہوں۔ آٹھ ارکان کی ایک کمیٹی تشکیل دی جائے۔ چلیں جی ہمارے منسٹر صاحب کہہ رہے ہیں کہ اس میں فاٹا کے بھی ہوں، تو دو فاٹا کے ارکان بھی ہوں۔

سینیٹر آغا پری گل، اس میں بہنیں بھی ہوں۔

سینیٹر لیاقت علی بنگلزئی، ہاں جی بہنیں بھی ہوں، بالکل ہوں، ہمیں اس پر بڑی خوشی ہو گی۔ وما علینا الا البلاغ۔

جناب چیئرمین، جزاک اللہ۔ اعظم خان سواتی، آپ نہیں بولنا چاہتے؛ ٹھیک ہے۔ کاکڑ صاحب نہیں ہیں، کامران مرتضیٰ صاحب بھی نہیں ہیں ۔ So, thats the end of the Oppostion speakers. Treasury سے کوئی ہے؛ مشہدی صاحب بولنا چاہتے ہیں؛ بی بی یاسمین شاہ بولنا چاہتی ہیں؛ جی کامران مرتضیٰ مختصر رکھیے گا۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب! اس point پر کافی لوگ بول چکے ہیں، میرا point of order نہیں لیا گیا تھا، اگر آپ اجازت دیں تو میں اپنا point of order لے لوں۔

جناب چیئرمین، ابھی تو flood پر بات ہو رہی ہے۔

سینیٹر کامران مرتضٰی، جناب! اس پر تو بات ہو رہی ہے۔

جناب چیئرمین، آپ اپنے points cover کرنے آئے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی، میں صرف ایک خبر کی طرف جناب کی توجہ دلانا چاہ رہا ہوں، یہ آج کی خبر ہے کہ" کراچی میں judges سے police کی اضافی نفری واپس، متبادل انتظام خود کرنے کی درخواست"۔

جناب چیئرمین، کہاں سے واپس؟

سینیٹر کامران مرتضٰی، جناب! کراچی، ججوں سے police کی اضافی نفری واپس، متبادل انتظام خودکرنے کی درخواست، ججوں کو جو security دی گئی تھی، اس کو Government of Sindh نے withdraw کیا ہے اور ان کو کہا ہے کہ اپنا متبادل انتظام کر لیجیئے۔ اس کے ساتھ ساتھ آپ نے Chief Minister کا ایک statement بھی دیکھ لیا ہو گا، کل کا statement ہے، انہوں نے کہا کہ " Supreme Court اپنا کام کرے اور Sergeant اپنا کام کرے"۔ بھلے وہ Provincial Government ہے، اس کی سطح پر جو رویہ ہے، جناب! اس کی tendency کچھ اچھا نہیں بتا رہی ہے۔ اب شاید lower judiciary سے یا ATC والے ججوں سے یہ security withdraw کی گئی ہے۔ Ultimately یہ ہو گا کہ اعلیٰ عدلیہ سے یہ withdraw کی جائے گی اور جناب! پھر اس کے بعد خدانخواستہ،خوانخواستہ معاملہ اس طرف لے جایا جائے گا کہ کوئی حادثہ ہو جائے۔ جناب! حادثے کی مثال آپ کے پاس موجود ہے، فروری کے مہینے کوئٹہ میں حادثہ ہو چکا ہے جس میں کوئٹہ Courts میں 16, 17 لوگ شہید ہوئے تھے۔ جناب! اب یہ کوئی tendency اچھی نہیں لگ رہی اور ویسے بھی سن رہے ہیں کہ Government عدلیہ سے کوئی خوش نہیں ہے تو میں جناب کی اس بات کی طرف توجہ دلانا چاہ رہا تھا۔

جناب! دوسری ایک خبر اور بھی ہے کہ PNSC کی building میں پھر آگ لگ گئی ہے۔ جناب! جس طرح 9/11 کا واقعہ ہوا تھا، وہ یوم سبت پر ہوا تھا، چھٹی والے دن ہوا تھا،

یہودی کو نکال دیا۔ جناب! PNSC building میں یہ جو واقعات ہوتے ہیں، یہ اتوار والے دن ہی ہوتے ہیں اور اس میں record جل جاتا ہے اور building جل جاتی ہے۔ جناب! ان دو باتوں کا notice لینا بہت ضروری ہے، یہ میرا point of order تھا، میں صرف اتنا کہنا چاہتا تھا۔

جناب چیئرمین، کرنل طاہر حسین مشہدی has the floor. کس چیز پر، پہلے ان کو مشہدی صاحب کو ختم کر لینے دیں۔

سینیٹر کرنل (ریٹائرڈ) طاہر حسین مشہدی، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔

The disasters or the natural calamities anywhere in the world are a matter of great sorrow and grief for anyone of any people who have to undergo the sufferings and the pain of such disasters. But when these disasters take place in our own country specially in the smaller provinces of Balochistan and Sindh and affect the poor, the meek and the humble people of these oppressed, suppressed and forgotten provinces. It is heart rendering and it is a matter of grief and it causes great pain to all patriotic Pakistanis, as it should. These floods, month and a half, two months have passed and still water is standing. Still the people are suffering, almost half of those people have received no aid whatsoever. Most of the infrastructure has been destroyed and unfortunately, the infrastructure which has been destroyed, this is that infrastructure which was created, which was developed by successive governments of the past 20 to 25 years. Now, this amply demonstrates the menace, the disease of corruption as it has entered into our society and how it has been allowed to enter and eat into the very vitals of our existence during the past 30

years and none of the successive governments which ruled us have done anything to eradicate it or even to stop it. Because it is clear from this havoc, as has been pointed out by many of the honourable members that some of the old structures of British Raj are still standing, the bridges, the roads built by the British are standing and it is shameful that the bridges and roads built by the Government of Pakistan after independence have all been washed away, leaving the people in abject misery, hardship and poverty.

There is an urgent need to have some semblance of organization to meet these natural calamities and I am the first to admit that there is no sure shot arrangement, not even in the most advanced countries in the world have the capacity to have absolute fool proof arrangements in place to meet the eventualities of clamaties such as the floods. The cyclone in the United States last year, the flooding of the most of the European Capitals couple of years back and even the flooding in England just two, or three months back are testament to this fact, but atleast care for the people. Once the devastation takes place, once the people are deprived of their homes, their hopes, their livestocks, their lives, once the people start suffering from disease, from hunger from want atleast their governments come into immediate action and a complete, absolute efficient and one national cohesive effort is put in to operation to eradicate the sufferings of those poor people, who suffer from such calamities, but unfortunately we

have a lot of rhetoric and no action. We have people flying over the areas in their halecopters and nothing is done for the people living horribel and miserable lives, starving with no food, no shelter and not even medicnes are provided to those people. No relief is given on time. Natural disasters can come at time but any one given place and when it comes to the smaller provinces, it is a tragedy. Here the national unitydemands, the integrity demands, the sovereignty of Pakistan demands that the government of whatever party may be in power, have to be very conscious of the factor of providing justice to the smaller provinces. So, whenever anything happens that whole nation and the resources of the nations must be put at their disposal. Here, I must mention the excellent work done by the Pakistan Armed Forces. They did do whatever relief work they could do and they did it commendably. They came there and it is good to see their dedication courage and selfless duty.

(اس موقع پر ایوان میں اذان مغرب کی آواز سنائی دی)

Mr. Chairman: Would you like to continue, because we just have a very limit, there are speakers and then if you so want, we can adjourned after that and then for Mugrab Prayer.

Senator Col. (Retd.) Tahir Hussain Mushhadi: Yes please. I will have just few minutes more. Thank you sir. Mr. Chairman! It was good to see the Army working under Article 245 of the Constitution in aid of civil power, this is as it should be whenever the Armed Forces have

been called upon to help the people of Pakistan in any devastation, floods or national disasters, earthquakes, they have come up to the expectations of the people and earned their gratitude and they have earned the gratitude of the people of Sindh and Balochistan by their devoted and dedicated performance during those floods also.

Sir, I come next to the poor people of Karachi who had to undergo great sufferings because of the rains and the floods. To meet the havoc of these floods, the city government is doing its best to deal with them, but unfortunately the city government has only 35% of Karachi under its control. The rest of Karachi is run and administrated by Defence Housing Authority and by six Cantonments Boards which constitute the rest of Karachi. And this is causing a lot of problems for the poeple of Karachi. Hardship is being borne by the people, the city government is helpless. This strange situation can be eradicated if there is one command and control structure. If whole of Karachi is handed over to one authority so that the responsibility and blame goes there and they can effectively work and be responsible. The other problem is the choking of the drains that drain the water out in the sea. There are nine drains, they are all choked by encroachment. Now here the support and Cooperation of all the political parties is required because it is very easy to raise hue and cry that the encroachment is being removed and therefore poor people are being removed. They are being removed only, so that the drains can be

cleared and stagent water can go there to the sea.

Added to this are the miseries caused by KESC needs to be mentioned, 40 hours without electricity, 30 to 40 hours without power each area of Karachi had to undergo without electricity. Now this is continuous suffering and this the amount of suffering the people of Karachi and the people of interior of Sindh and Balochistan have to undergo. In Balochistan there was no electricity provided, now anywhere there is no agriculture left, as they do not provide the electricity to the tube wells. So a complete tax holiday at least of 3 months must be granted, no electricity bills should be paid by the people of affected areas of Balochistan, Sindh and Karachi for at least 3 months. The electricity bills the gas bills, must be pardoned and they must be exempted. In addition to this its no use giving just 15000/- rupees per family, sir, the complete families have been destroyed; their houses have been destroyed; the agriculture has been destroyed, the means of livelihood have been destroyed. There is nothing left, they have no property, they have no livestock, they have nothing and 15000/- rupees is adding insult to injury. What we need is a big package, a great package, out of these devastation, out of this ruins. Let's build let's build in at least these under privileged and forgotten provinces. Let the Government announce a big package to re-build these villages on the proper lines. Let us re-build our roads and our bridges so that they do not fall or get washed away for the next 500 years and sir. this great one

indicate to the world that Pakistan, this government of Pakistan, President Musharraf's Government for the last 8 years have followed a policy of the security and the defence of the country. Is it not also a fact that when there were sanctions on us we diversified our dependence on the conventional weapons which hitherto have been in the United States, in the French, in the Italian, on the British we diversified it and the fact today that we have in our arsenal in terms of the aircrafts, we are not dependent only on the F-16. We have now JF-17 which we have co-developed with China. We have in our arsenal also not only the sub-marines which come from United States or from our friendly country, the French country where the sub-marines have come in earlier but now we also have the Chinese sub-marines.

They are going to be co-produced, in fact, three are going to be produced in China and one here. Is it not a fact that tanks of Pakistan have been produced in HIC and all of these weapons in Kamra and other things. I think Pakistan as a sovereign state has taken a policy, foreign policy which supports the country's defence and Pakistan's security. Now we talk about the security of the country then I think we also have taken very correct decision, the entire world, the entire Pakistan at that time and even now, politcal differences apart, have always recognized that Pakistan when it came to 9/11 to fight the war on terror, we took a right decision.

Don't we know that India, we are comparing India and the nuclear deal with America, at that time was offering to the United States from

متعدد آوازیں ،تھوڑی دیر وقت دے دیں بول لیں گی ۔

جناب چیئرمین، جیسے آپ لوگوں کی مرضی ہے۔ آج اس کو ختم کریں ، کل تو اس کا winding up ہو گا۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، نہیں جو بولنا چاہیں ان کا حق ہے۔جو رضا کارانہ طور پر نہ بولیں تو ان کی مرضی ہے .بہرحال جو بولنا چاہیں وہ ابھی بول لیں ، چلیں پھر ایسا کرلیں کہ جوبو لنا چاہیں وہ بول لیں وہ بھی مختصر ہی بولیں گے۔ پھر اجلاس ملتوی کردیتے ہیں۔ جی بی بی یاسمین شاہ ۔

(مداخلت)

سینیٹر بی بی یاسمین شاہ،جناب چیئرمین ! جس طرح ۲۰۰۷ء کے جون کے مہینے میں بلوچستان اور سندھ میں تباہی مچی اور جتنے وہاں پر نقصانات ہوئے ۔ اسی طرح سے اس پانی کے ریلے کی وجہ سے سندھ میں بھی ہمارے کچھ اضلاع ہیں جن کو کافی جاکر hit کیا ہے اور کافی وہاں پر نقصانات ہوئے ہیں میں جناب! دادو خاص طور پر قابل ذکر ہے۔ قمبر اور شہداد کوٹ یہ سندھ کے وہ علاقے ہیں جن میں مکمل طور پر تباہی آئی اور ان کے جو تین تین تعلقے تھے وہ مکمل طور پر تباہ ہوئے۔ ہزاروں ایکڑ پر کھڑی ہوئی فصلیں تباہ ہوگئی ہیں۔ ۵۰ ہزار کے قریب مویشی ہلاک ہو گئے ہیں اور لگ بھگ ۴۵۰ وہاں پر اموات ہوئیں ہیں۔ جناب! حکومت کو میری آپ کے توسط سے اور اس House کے توسط سے التجاء ہے کہ زیادہ سے زیادہ بلوچستان میں بھی نقصان ہوا ہے اور سندھ میں بھی ہوا ہے۔ جب بھی اس طرح کی قدرتی آفات آتی ہیں تو بلوچستان عموماً اور سندھ میں زیادہ تر نقصانات ہوتے ہیں جوکہ جانی اور مالی ہوتے ہیں۔ جناب! agriculture یہاں پر مکمل طور پر تباہ ہو جاتی ہے۔ زمینیں اور ہماری فصلیں جن پر ہماری کافی آبادی کا گزر بسر ہے۔ ان کا کافی نقصان ہو جاتا ہے اور جانی نقصان بھی کافی ہوتا ہے۔ جناب! اس کو روکنے کے لئے ہماری حکومت کو چاہیے کہ اس طرح کی ایک پالیسی بنائی جائے کہ دیکھا یہ جائے کہ جیسے ابھی جو سمندری طوفان آیا تھا' ایک طرح سے سروے کروایا جائے اور پتا کیا جائے کہ یہ پانی کہاں کہاں

سے گزرا ہے اور پھر وہاں پر drainage کا اگر کوئی سسٹم بنتا ہے تو وہ کروایا جائے تاکہ فصلوں کو نقصان نہ ہو اور جانی نقصان نہ ہو۔ لوگ بے گھر ہو جاتے ہیں۔ ان کے کچے مکانات مکمل طور پر تباہ ہو جاتے ہیں اور تباہ ہو گئے ہیں۔ ابھی بھی ان اضلاع میں جناب دو مہینے گزرنے کے باوجود کافی علاقوں میں پانی کھڑا ہوا ہے اور جو لوگ اپنے گھروں یا اپنے علاقوں کو چھوڑ کر چلے گئے ہیں وہ اس پانی کی وجہ سے اور کسی قسم کی سہولت نہ ہونے کی وجہ سے ایسا کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں اور واپس آنے میں بھی ان کو سستی ہو رہی ہے اور بہت آہستہ آہستہ یہ procedure چل رہا ہے۔

جناب! صوبائی حکومت نے اور وفاقی حکومت نے جتنی بھی اس میں امداد بھیجی وہ آرمی کے ہیلی کاپٹرز نے وہاں پر پہنچائی۔ اس میں ادویات بھی تھیں اور خوراک بھی۔ جناب! اس میں صوبائی حکومت نے بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اس میں کوئی گنجائش نہیں ہے کہ انہوں نے بھی کافی امداد پہنچائی۔ صدر صاحب نے خود وہاں پر visit کئے ہیں اور فی خاندان ۱۵ ہزار کی رقم انہوں نے announce کی ہے۔ میری گزارش حکومت سے یہ ہے کہ جہاں پر اموات ہوئی ہیں وہاں پر ایک لاکھ کی رقم اور جہاں پر چھوٹے موٹے نقصانات ہوئے ہیں یا مکان گر گئے ہیں یا کچھ مویشی ہلاک ہوئے ہیں وہاں ۵۰ ہزار کی رقم امداد کے طور پر دی جائے حالانکہ یہ رقم اتنی نہیں ہے کہ وہ اس چیز سے survive کر جائیں لیکن یہ ہے کہ کچھ نہ کچھ ان کو relief مل جائے گا۔

جناب! دوسری گزارش یہ ہے کہ پیسے دینے کے بعد ان کو یا تو ایسی کمیٹی بنا دی جائے یا اس طرح کا ان کو advice کیا جائے کیونکہ آپ کو پتا ہے کہ ہمارے پاس تعلیم کی کمی ہے ان علاقوں میں تو ان کو یہ سمجھ نہیں آئے گی ظاہر ہے کہ ایک لاکھ یا ۵۰ ہزار روپے ملیں گے تو کچھ مہینوں میں وہ کھا کر وہ پیسے ختم کر دیں گے اور آگے کے لیے پھر وہی blame کرتے رہیں گے کہ حکومت نے ہماری مدد نہیں کی یا لوگوں نے ہماری مدد نہیں کی۔ جناب! اس لئے میری گزارش ہے کہ ان کو صحیح طریقے سے advice دی جائے کہ وہ کس طرح سے آگے اپنی زندگی بسر کریں۔ اس میں ایک چینی فلاسفر نے کیا خوب بات کہی تھی کہ ایک بھوکے انسان کو

ایک وقت کی مچھلی دینے سے بہتر ہے کہ آپ اس کو مچھلی پکڑنے کا طریقہ بتا دیں تاکہ وہ اپنی ساری زندگی کے لئے گزر بسر اس پر کریں اور اس کے لئے مشکلات پیدا نہ ہوں۔

جناب! میری یہ گزارش ہے کہ اگر حکومت یہ پیسے امداد کے طور پر دیتی ہے تو اس پیسے کو صحیح خرچ کرنے کے لئے ان کو advice بھی دی جائے اور اس کے اوپر ایک کمیٹی بٹھا دی جائے جو وہاں کے لوکل لوگوں پر مشتمل ہو یا پارلیمینٹرین آپ اس میں ڈال دیں تاکہ وہ ان کی look after کرتی رہے اور ان کو advice دیتی رہے۔ Thank you جی۔

جناب چیئرمین، جی پری گل صاحبہ۔

سینیٹر آغا پری گل، بہت بہت شکریہ جناب چیئرمین صاحب۔ جس طرح میرے دوسرے colleagues نے بلوچستان کے بارے میں یہ point اٹھایا ۔ جناب! یہ بڑا افسوس ناک point ہے۔ میں بلوچستان کی طرف سے تمام ممبران سینیٹ کا شکریہ ادا کرتی ہوں۔ بلوچستان میں جناب! اتنی زیادہ تباہی ہوئی ہے کہ اس سے ہمارے کافی لوگ مرے ہیں، زمینداروں کو کافی نقصان پہنچا ہے۔ وہاں چھوٹے dams بارشوں کے دوران ٹوٹ جاتے ہیں اور پورے علاقے میں ان کا پانی پھیل جاتا ہے۔ جب زلزلہ آیا تھا تو آپ نے پورے جوش و خروش سے ایک کمیٹی بنائی تھی اور اس کی بڑی support کی گئی۔ اب مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ سارے خاموش کیوں ہیں۔ بلوچستان ایک غریب ترین صوبہ ہے کیوں کہ اس وقت تک کسی نے اس کی طرف توجہ نہیں دی۔ بہت سا کام اس دور میں ہوا مگر وہ سیلاب کی نذر ہو گیا۔ جناب! ہم روتے تھے کہ بلوچستان میں خشک سالی ہے، اب بارشیں ہو رہی ہیں، ٹھیک ہے یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے، حکومت نے بہت زیادہ بلوچستان کی مدد کی، پرائم منسٹر اور صدر صاحب وہاں گئے۔ اس کے علاوہ ہمارے Chief Minister sahib اور MPAs نے بہت کوشش کی لیکن کوشش کرنے سے کیا ہوتا ہے جب تک آپ کے پاس funds نہ ہوں اور کوئی سہولت نہ ہو، خالی بھاگ دوڑ کرنے سے کچھ نہیں ہوتا۔ میں صدر صاحب کا شکریہ ادا کرتی ہوں کہ انہوں نے وہاں جا کر لوگوں کو پندرہ پندرہ ہزار دیے لیکن پندرہ ہزار سے کیا ہو سکتا ہے۔ اس سے تو کچی دیوار بھی نہیں بنائی جا

سکتی۔ جناب! پورا پورا خاندان ختم ہو گیا۔ آپ جھل مگسی میں دیکھیں کتنا طوفان آیا۔ ہم خود بیٹھ کر رو رہے تھے اور دعا مانگ رہے تھے کہ اللہ کرم کر۔ جناب! یہ ایک اتنا بڑا صوبہ ہے جس میں اتنی بڑی تباہی آئی ہے۔ میں آپ سے درخواست کرتی ہوں جیسے بنگزئی صاحب نے کہا کہ اس ضمن میں ایک کمیٹی بنائی جائے۔ جناب! آپ ایک emergency flood committee بنائیں۔ اس وقت ہمارے لوگ میدانوں میں بیٹھے ہوئے ہیں۔ اتنی گرمی ہے اورسانپوں کا موسم بھی ہے۔ آپ نے اخباروں میں پڑھا ہو گا کہ کتنے لوگ سانپوں کے ڈسنے سے مر گئے ہیں۔ جناب! TV والے تھوڑی سی coverage دکھاتے ہیں۔ وہ پورا حال نہیں دکھاتے ہیں۔ میں سینیٹ سے، پرائم منسٹر اور صدر صاحب سے درخواست کروں گی کہ بلوچستان کے لوگوں پر رحم کیا جائے اور ہر بندے کو جن کے گھر تباہ ہوئے ہیں ان کو حکومت چھوٹے چھوٹے گھر بنا کر دے۔ جن کے مویشی مر گئے ہیں ان کو مویشی لے کر دیں جناب چیئرمین صاحب۔ اگر ہم لوگ اس وقت اقتدار میں ہیں تو ہمیں پیچھے بھی دیکھنا چاہیے، اپنے علاقے کے غریبوں کو بھی دیکھنا چاہیے۔ اگر ہم لوگ یہاں پر بولتے رہیں گے اور کچھ بھی نہ ہوگا تو پھر ہمارے بولنے کا کیا فائدہ! کیونکہ پچھلی دفعہ بھی ہم تمام نے آپ سے درخواست کی اور سینیٹ میں بھی ہم نے یہ point اٹھایا۔ اس کے باوجود کمیٹی بنی نہ ہی کچھ اور ہوا۔ اب دوبارہ میں آپ سے درخواست کرتی ہوں کہ خدا کے لیے کم از کم آپ تو اتنے خدا ترس ہیں اور رحم دل ہیں۔ کم از کم ایک ایسی کمیٹی بنائیں تاکہ بلوچستان کے لیے، سندھ کے لیے کچھ نہ کچھ ہو جائے اور باہر کے لوگوں سے ہم request کرتے ہیں کہ پہلے انہوں نے زلزلہ زدگان کے لیے اتنی مدد کی۔ پتا نہیں اب ان کو یہ بلوچستان کے سیلاب زدگان نظر نہیں آ رہے ہیں۔ ہم دیکھ رہے ہیں دنیا بہت خاموش ہے۔ اللہ جانے کیوں خاموش ہے۔ یا تو سارے بے چارے اس وقت پریشان ہیں کہ ان کو بلوچستان نظر ہی نہیں آ رہا ہے۔

میں آپ سے یہ درخواست کروں گی کہ آپ President Sahib اور Prime Minister Sahib سے اور تمام Senators کی طرف سے چاہے ان بنچوں سے ہوں یا اس طرف والے ہوں میں یہ چاہتی ہوں، جس طرح یاسمین شاہ نے کہا کہ بلوچستان کے لوگوں کو جہاں اتنی تباہی ہوئی

ہے ان کو کم سے کم ایک لاکھ' ڈیڑھ لاکھ دیا جائے تاکہ وہ اپنے گھر دوبارہ تعمیر کر سکیں اور اپنے گھروں میں آرام اور عزت سے رہ سکیں۔

آخر میں جناب چیئرمین صاحب! میں پھر آپ سے امید رکھتی ہوں کہ آج ہی آپ کمیٹی بنائیں کیونکہ دو دن رہ گئے ہیں سینیٹ کے اجلاس کے یا شاید کل ختم ہو یا پرسوں پھر یہ دوبارہ اسی طرح تین مہینے تک لٹکا رہے گا یہ مسئلہ اور کچھ بھی نہیں ہوگا۔ please میں آپ سے آخری دفعہ گزارش کروں گی کہ آپ ایک کمیٹی بنائیں اور اس مسئلے کو کمیٹی کے سپرد کریں اور دوسرا یہ کہ جو ہمارے سینیٹ میں فنڈ پڑے ہوئے ہیں وہ فنڈ بھی کمیٹی کو دیا جائے تاکہ اس فنڈ سے بھی یہ سینیٹر وہاں جائیں' ان لوگوں کو اپنے ہاتھوں سے پیسے دیں' ان کی help کریں۔ مویشی جن کے تباہ ہوئے ان کی اور جن کے گھر تباہ ہوئے ان کی بھی مدد کریں۔ یہ مصیبت کا وقت ہے اس لیے یہ فنڈ نکال کے آپ بلوچستان کے لوگوں کو دے دیں۔ آخر میں میں آپ کا شکریہ ادا کرتی ہوں اور دعا کرتی ہوں کہ اللہ تعالیٰ آپ کو سلامت رکھے۔ آج جو آپ کمیٹی بنائیں گے اگر زبردست سے order کریں گے تو یہ بلوچستان کے لوگوں لیے بہت اچھا ہوگا کیونکہ آپ کا بھی تعلق بلوچستان سے ہے۔ اس لیے آپ سے بھی وہاں سے لوگ خوش ہوں گے۔ اسی لیے میں آپ سے بس یہی درخواست کروں گی کہ آپ یہ وقت ضائع نہ کریں please کیونکہ سینیٹ کا اجلاس کل ختم ہو جائے گا پھر یہ دیر بعد ہو گا۔

میں آپ سے' President Sahib سے اور Prime Minister Sahib سے یہی درخواست کروں گی کہ فوراً آج ہی ہونا چاہیے تاکہ کل ہم کام شروع کریں۔ شکریہ جناب چیئرمین۔

جناب چیئرمین، آپ نے جو بات کی ہے کہ اس میں شاید ہوسکتا ہے international توجہ اتنی نہ ہو جتنی ہونی چاہیے' احساس کم ہوگا جس کی وجہ سے بھی یہ support کم ہوئی ہو۔ سینیٹ کے فنڈ کو ہم دیکھ لیں اور جو آپ نے کمیٹی کی بات کی اس کے بارے میں میں یہ کہوں گا کہ یہ کمیٹی کرے گی کیا؟ باقی President Sahib اور پی ایم صاحب سے میں بالکل take up کروں گا اور already ہم ان کے ساتھ follow کر رہے ہیں' ضرور take

up کریں گے۔

سینیٹر آغا پری گل، نہیں کمیٹی آپ بنائیں گے تو وہ اس معاملے کو مل کے کرے گی۔

جناب چیئرمین، یہ House کی مرضی ہے جو اگر آپ چاہتے ہیں۔ دیکھیں ناں ایسے کر لیتے ہیں کہ سارے issue resolve ہو جائیں۔ speakers تو اب ختم ہو گئے ہیں جو لسٹ میں میرے پاس تھے۔ آج ہی اگر wind up کرنا چاہتے ہیں کیونکہ کل وقت محدود ہے۔ آغا صاحب، وسیم صاحب آج کرنا چاہتے ہیں؟

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی (وفاقی وزیر برائے پارلیمانی امور)، میں تیار ہوں، میں لے آیا ہوں اپنا مواد وغیرہ۔

جناب چیئرمین، دو ہیں، جی ریحانہ یحیٰی صاحبہ! دو دو منٹ کر لیں کیونکہ ٹائم تھوڑا ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، دومنٹ کیا پانچ منٹ دے دیں جی۔

جناب چیئرمین، میں یہ request کروں گا کہ repeat نہ کریں کوئی نئی تجویز ہو تو مہربانی کر کے وہ دیں۔

Senator Rehana Yahya: Thank you for giving me a chance to speak. I will just take two minutes, not more.

I just wanted to add two things. جیسے یہ سیلاب پر بات ہو رہی ہے اتنے دنوں سے تو بات تو وہی ہے جو سیلاب آیا ہے and the whole infrastructure has been جیسے roads, agriculture, houses, crops, everything is destroyed. devastated. آپ لوگوں نے خود بھی دیکھا ہے۔ on the T.V. لوگوں کے گھر اس حد تک تباہ ہو گئے ہیں کہ انہیں اپنی boundaries کا بھی پتہ نہیں ہے کہ ان کی boundary

walls کہاں پر تھی - اس پر اب کافی جگہوں میں جھگڑا ہو رہا ہے and people are getting

in to that جناب والا ! ایک چیز میں آپ کے نوٹس میں لانا چاہتی ہوں کہ بہت سی جگہوں پر

سکول بہت affected ہوئے ہیں - کچھ سکول تو بالکل تباہ ہو گئے ہیں اور کچھ اتنے خطرناک ہیں

کہ ٹیچرز بچوں کو اندر نہیں لے جا سکتیں - بچے بیچارے دھوپ میں بیٹھ کر پڑھتے ہیں - میں ان

کے لیے Education Department سے request کروں گی، منسٹر پہلے بیٹھی تھیں، ابھی

چلی گئی ہیں، کہ ان کے لیے اگر کچھ جلدی کیا جائے یا ان کو ٹینٹ بھجوائیں تاکہ وہ بچے آرام

سے پڑھ سکیں - فصلوں کا بہت نقصان ہوا ہے - ٹیوب ویلوں کو بہت نقصان پہنچا ہے - تالاب

اور water channels بھی destroy ہو گئے ہیں اور delay action dam وغیرہ جو they

are made out of mud وہ بالکل ختم ہو گئے ہیں - I mean there is no sign that one

finds the agriculture land in some places اس کے لیے بھی اس ایوان کے توسط

سے آپ سے درخواست ہے کہ ان کے لیے کچھ کیا جائے۔

I know the first day the Army came and Government officials they were helping people by giving them food and water in different areas but

یہ ہے کہ still the people of Balochistan are also poor. They can't afford to

build all this the agriculture and the houses and everything. کچھ علاقوں میں

ابھی ٹمپریچر بہت زیادہ ہے - مگر mountain areas میں جو لوگ تھے ان کے سب گھر

ٹوٹ گئے ہیں اگر ان کو in time کچھ ملے، تاکہ وہ سردیاں آنے سے پہلے اپنے گھر بنا سکیں -

ابھی temperature ہماری side میں change ہو گئے ہیں - ہاؤس بلڈنگ کارپوریشن کو

ہدایت کی جائے کہ ان کو چھوٹے loans دیئے جائیں تاکہ یہ اپنے گھر بنا سکیں - جیساکہ کچھ

اراکین نے پہلے بھی suggest کیا کہ ایک کمیٹی بنائی جائے، جو وہاں جا کر یہ سارے

damages assess کرے اور پھر اسی طرح ان کو کچھ فنڈز مہیا کیے جائیں، وہ بھی صحیح ہے -

کوسٹل ایریا میں تو ابھی تک نہ پینے کے لیے پانی ہے اور نہ وہاں پر electricity ہے - ہمارے

بوللان میں جو poles لگائے تھے یہ poles بجلی کے گرے ۔ We are going through 18 hours of loadshedding which is horrifying we have come through that myself. ہمارے ایک ممبر نے کہا کہ جھل مگسی کے ایم پی اے اور نائب ناظم کے لیے ہیلی کاپٹر گیا ۔ ہیلی کاپٹر نہیں گیا ۔ ان کے اپنے رشتے داروں نے ان کے لیے بوٹس کراچی سے بھجوائیں اور پھر وہ انہی بوٹس میں خود بھی نکلے اور جھل مگسی کے بیچ میں باقی جو لوگ پھنس گئے تھے، وہ بھی نکلے۔

There are some people, very kind people from Lahore, Sindh who cooked food and brought it and gave it to these people. So, we should appreciate what people have done, the Pakistan Army has done a lot, the Balochistan Government, the Government of Pakistan they have done a lot but a lot needs to be done. Thank you, sir.

جناب چیئرمین، کلثوم پروین صاحبہ ۔

سینیٹر کلثوم پروین ، شکریہ جناب چیئرمین! آج آپ چاہ رہے تھے کہ جلد از جلد اس کو wind up . کریں اور آج آپ اس موڈ میں نہیں تھے کہ اس ایوان کی debate ختم کی جائے ، کیونکہ آپ نے نماز کا وقفہ بھی نہیں کیا ۔ میں صرف دو چار باتیں آپ کے سامنے پیش کروں گی اور آپ کی توجہ چاہوں گی۔

جناب چیئرمین، یہ میری نہیں، ہاؤس کی ڈیمانڈ تھی ۔

سینیٹر کلثوم پروین ، جناب ! ایک تو میں یہ سمجھتی ہوں کہ بلوچستان میں اتنا بڑا disaster آیا ہے ، اتنا بڑا سیلاب آیا۔ میرے لیے بڑی حیرانی کی بات ہے کہ electronic media اور print media نے ہر وقت کی ایک ایک بات highlight کی ، earthquake کے سلسلے میں ، NWFP اور جو مسائل ہوئے، ایک ایک بات کہ boarding ہو گئی ہے ۔ چلا گیا، آ گیا، بیٹھ گئے تو بلوچستان کے مسئلے میں تو کہیں ایسی بات نہ highlight کی نہ سامنے آئی

کہ اتنا بڑا سیلاب، اتنی زیادہ تباہی ہوئی کہ بلوچستان کا آدھا حصہ بالکل damage ہو گیا ہے۔ صرف پی ٹی وی نے چند ایک خبریں دیں یا print media نے دو چار لائنیں لگا دیں کہ بلوچستان میں سیلاب آیا ہے۔ اتنا بڑا سیلاب آیا ہے کہ بلوچستان کا 48 per cent حصہ تباہ ہو چکا ہے جس سے معاشی طور پر بھی اور financially بھی لوگ بالکل مفلوج ہو کر رہ گئے ہیں۔ زراعت تباہ، مال مویشی تباہ، سیلاب کی وجہ سے لوگوں کو بجلی کے کرنٹ لگے اور اتنے زیادہ لگے کہ کئی بچے اس حادثے کی وجہ سے فوت ہوگئے اور سانپ ڈسنے سے، بیماریاں پھیلنے سے اور گندہ پانی پینے سے لوگ بخار میں، گیسٹرو میں، پیٹ کی بیماریوں میں مبتلا ہوگئے ہیں، ان کے ساتھ کیا کیا اس وقت نہیں ہو رہا۔

میں اس وقت صرف اتنا کہوں گی کہ بحالی کا کام شروع ہو گیا ہے۔ میں صدر صاحب اور وزیر اعظم صاحب کی بہت شکرگزار ہوں کہ وہ تمام مصروفیات چھوڑ کر بلوچستان تشریف لے گئے جو کچھ ان سے ممکن ہو سکا، انہوں نے کیا۔ پاک فوج نے بحالی کے کام میں حصہ لیا اور ساتھ ساتھ انہوں نے لوگوں کو کچھ relief دیا جو اس وقت ممکن تھا، پندرہ پندرہ ہزار روپے دیے جو میں سمجھتی ہوں تھوڑے ہیں مگر اس وقت دیے۔ بحالی کے کام میں لوگوں کو قرضے دیے جائیں یا جن لوگوں نے بینکوں سے قرضے لیے ہیں، ان کے قرضے معاف کیے جائیں، لوگوں کو flat rate پر بجلی دی جائے۔ لوگوں کو چھوٹے چھوٹے گھر بنانے کے لیے قرضے دیے جائیں۔

جناب والا! ہمارے بلوچستان کے بہت سے لوگ سیلاب کی وجہ سے حج درخواستیں دینے سے رہ گئے ہیں ان کے لیے دو، چار، پانچ روز کی رعایت دی جائے تاکہ وہ لوگ بھی اس نیک کام میں شریک ہوسکیں۔ بچے سکولوں میں حاضر ہونے سے رہ گئے ہیں، ان کے امتحان رہ گئے ہیں، محکمہ تعلیم والے دوبارہ ان بچوں کے امتحان لیں۔ ایجوکیشن کے جو سکولز، کالجز تھے وہ بھی سیلاب کی نذر ہو گئے ہیں، ان کو مرمت کر کے اس قابل بنایا جائے کہ بچے دوبارہ وہاں اپنی تعلیم کا سلسلہ جاری رکھ سکیں۔

جناب والا! سڑکوں کا بڑا نقصان ہوا ہے، کچھ کچی سڑکیں بنائی گئی ہیں، کوشش کی

جائے کہ لوگوں تک سڑکوں کو link کیا جائے۔ بلوچ، پٹھان شکر الحمد للہ خیرات مانگنے والوں میں سے نہیں ہیں مگر اس وقت انہیں مدد کی ضرورت ہے جس طرح صوبہ سرحد کی زلزلے کے وقت مدد کی تھی اسی طرح بلوچستان کو بھی مدد کی ضرورت ہے۔

جناب! میں یہ نہیں کہوں گی کہ صرف صدر صاحب اور وزیر اعظم صاحب کا کام ہے یہ تمام لوگوں کا کام تھا۔ آپ کی بھی ذمہ داری تھی، اس ایوان کی بھی ذمہ داری تھی، electric and print media کی بھی ذمہ داری تھی، سیلاب کی تباہ کاری کو highlight کیا جاتا اور بلوچستان کے لوگ اس وقت بھی مصیبت میں پھنسے ہوئے ہیں، گرمی میں پھنسے ہوئے ہیں، بیماریوں کی وجہ سے مر رہے ہیں۔ ہمیں اس مدد کی ضرورت ہے جو ایک صوبے کی ضرورت ہے، ایک قوم کی ضرورت ہے۔ ہماری آپ سے اتنی ہی request ہے۔ آپ کا شکریہ۔

جناب چیئرمین، آپ نے جو حج کی بات کی ہے یہ وفاقی معاملہ ہے یہ ہم وفاقی وزیر برائے حج سے take up کرلیں گے۔ باقی سکولوں کا معاملہ صوبائی حکومت کا مسئلہ ہے تو I am sure صوبائی حکومت اس کو دیکھ رہی ہے۔ رخسانہ زبیری۔

سینیٹر انجینیئر رخسانہ زبیری، جناب والا! ابھی یہاں PNSC کی building کی آگ کے متعلق بات ہوئی ہے

I have just received a SMS which says that PNSC building is to be built on BOT basis with a 5 star hotel in it with a foreign investor. So, I just wanted to share this information with you that soon this building is going to be declared dangerous and will be down and there will be some investment. This is some insider's information. Thank you.

سینیٹر الیاس احمد بلور، جناب چیئرمین! یہ آگ intentionally لگائی جاتی ہے۔ میری درخواست ہے کہ دو سینیٹر اپوزیشن سے اور دو سینیٹر حکومتی سائیڈ سے لے کر ایک کمیٹی بنائی جائے جو اس کی inquiry کرے۔ یہ دوسری مرتبہ ہے اور آپ دیکھیں کہ کراچی پورٹ پر 4

berths بیٹھ گئی ہیں اور یہ سارا کچھ جو ہو رہا ہے اس میں کیا گھپلا ہے؟

جناب چیئرمین ، Chairman, Standing Committee on Shipping &Ports

Gulshan Saeed موجود ہیں۔ گلشن سعید صاحبہ please take a notice of this matter

and come back to the House. جب ایک کمیٹی موجود ہے تو دوسری کمیٹی کی کیا ضرورت ہے، یہی کمیٹی اس مسئلے کو دیکھ لے گی۔

سینیٹر گلشن سعید ، میں الیاس احمد بلور صاحب کو assurance دلاتی ہوں کہ ہم اس مسئلے کو کمیٹی میں دیکھ لیں گے ۔ ہماری کمیٹی کافی active ہے ہم کراچی جائیں گے اور وہاں پر اس مسئلے کو دیکھ لیں گے، فکر کی کوئی بات نہیں۔

جناب چیئرمین، ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ، بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ جناب چیئرمین! میں آپ کا مشکور ہوں۔ معزز اراکین نے اس ہاؤس میں جس فصاحت اور بلاغت سے تمام سیلاب کے حوالے سے بات کی ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، ان سے انہوں نے بات کی ہے۔ اس طرح کل باقی چیزوں کے لیے بچ جائے گا۔ یہ سارے points انہوں نے نوٹ کیے ہوئے ہیں۔ انہوں نے جتوئی صاحب سے coordination کی ہوئی ہے۔

(مداخلت)

جناب چیئرمین، انہوں نے بات کی ہوئی ہے۔ وہ سب address کرلیں گے۔ پہلے سن لیں اگر کوئی point رہ گیا تو اس کو پھر take up کرلیں گے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، اعداد و شمار جو فراہم کیے گئے ہیں، فصاحت اور بلاغت سے پیش کیے گئے ہیں اور اس کا کوئی پہلو باقی نہیں بچا قبل ازیں کہ میں اس کی detail میں

جاؤں سب سے پہلے تو جو نئی Authority قائم کی گئی ہے، "National Disaster Management Authority" جس کا infrastructure تمام صوبوں میں بھی lay کیا گیا ہے کہ قدرتی، ناگہانی آفت اگر آجائے تو جیسے زلزلہ آیا تھا اس وقت ہمارے پاس کوئی چیز نہیں تھی۔ اس حد تک نہیں تھی کہ اگر building گرگئی ہے تو اس وقت excavator نہیں تھے جس کی مدد سے پھنسے ہوئے بندوں کو نکالا جا سکے لیکن اب تو حکومت پاکستان نے اس کا احساس کرتے ہوئے جو نئی Authority قائم کی ہے، اس کو تمام صوبوں میں بھی انہوں نے منظم طریقے سے پھیلایا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ وفاقی حکومت کو، صوبائی حکومتوں کو، ضلعی حکومتوں کو اور تمام NGOs اور تمام parties جنہوں نے رفاہ عامہ کے حوالے سے لوگوں کی خدمت کی ہے ان کو اس مصیبت سے نکالا ہے، ان کے لیے غذا مہیا کی ہے یا ان کے جانوروں کو بچایا گیا ہے یا ان کو وہ خشکی پر لے آئے ہیں، ان کا میں شکریہ ادا کرتا ہوں اور پھر افواج پاکستان کا شکریہ اگر ہم ادا نہ کریں تو یہ صرف نظر ہوگا اور میں سمجھوں گا کہ ہم حق ادا نہیں کر رہے۔ جس اچھے طریقے سے افواج پاکستان نے لوگوں کے لیے ہر طرح کی سہولت بہم پہنچائی۔ ان کو خوراک پہنچائی، ان کو محفوظ جگہوں پر پہنچایا، جہاں پر بھی ان کو تکلیف تھی ان کی مدد کی۔ لہذا میں سمجھتا ہوں کہ سارے قابل تحسین بھی ہیں اور قابل شکریہ بھی ہیں۔ ہم ان کا شکریہ ادا کرتے ہیں۔

جو صورت حال مجموعی طور پر سارے سیلاب کی ہے، یہ صرف بلوچستان میں نہیں تھا، گو کہ اس کی شدت، کوئی شک و شبہ نہیں کہ بلوچستان میں زیادہ تھی۔ اس سے صوبہ سندھ بھی متاثر ہوا، کچھ پنجاب بھی متاثر ہوا اور صوبہ سرحد بھی متاثر ہوا بلکہ کشمیر تک اس کے اثرات رہے۔ اس سلسلے میں کچھ اعدادوشمار یہاں پیش کرنا مناسب سمجھتا ہوں کہ record پر لے آؤں تاکہ کوئی اگر اس کا مطالعہ کرنا چاہے تو اس کے علم میں آجائے۔

پہلی بات تو یہ ہے کہ اب ہمارے دریاؤں کی صورت حال یہ ہے کہ دریائے سندھ اب low flood میں ہے اور اسی طریقہ سے تونسہ پر بھی اس کی intensity کم ہے اور گدو بیراج

بھی اب low flood میں ہے جو ہمارے بڑے بڑے دریا ہیں ان کا اب صحیح بہاؤ ہے اوران میں اب سیلابی صورت حال نہیں ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے ہاں جو پانی گزرا اس سیلاب کی وجہ سے جیسا منگلا میں inflow رہا 23000 اور outflow اس کا رہا 28000 cusec رہا اور اس کا level رہا اور اس کا 1202 feet maximum conservation level 1202 تھا' اپنی حالت میں وہ اونچائی کی آخری سطح پر رہا اور اس کے بعد تربیلا پر 150000 cusec inflow رہا' 141000 cusec اس میں سے discharge ہوا اور اس کا جو level footage ہے وہ 1550 ہے۔ عمومی طور پر جو سب سے اونچا level ہے اس سے اوپر خطرے کا level شروع ہوتا ہے وہاں تک نہیں گیا لیکن اپنے level 1550 feet پر رہا۔ Flood کے جو اثرات ہیں جن میں دو صوبے بنیادی طور متاثر ہوئے ہیں۔ بلوچستان کے 5000 دیہات متاثر ہوئے ہیں اور سندھ کے 1449 دیہات متاثر ہوئے ہیں اس طرح سے total 6449 دیہات متاثر ہوئے ہیں۔ جو مکان تباہ ہوئے ہیں۔ بلوچستان میں 55000 مکان تباہ ہوئے اور صوبہ سندھ میں 33344 مکان تباہ ہوئے ہیں اس طرح total 88344 مکان تباہ و برباد ہوئے۔ اس کے بعد جو آبادی متاثر ہوئی بلوچستان میں بیس لاکھ اور سندھ میں پانچ لاکھ آبادی۔ اسی طریقے سے پچیس لاکھ آبادی دونوں صوبوں میں متاثر ہوئی ہے۔

سندھ میں اموات زیادہ ہوئی ہیں۔ بلوچستان میں 203 اموات ہوئی ہیں' سندھ میں 214 اموات ہوئی ہیں۔ کل اموات 417 ہوئی ہیں۔ اس کے بعد جو آدمی missing ہیں' جو ابھی تک نہیں ملے وہ 195 صوبہ بلوچستان سے' اور سندھ سے 29 اشخاص missing ہیں' کل 224 missing ہیں۔ shelterless آبادی جو ہوئی ہے' جن کا کوئی آسرا نہیں ہے وہ نیلے آسمان کے نیچے ہیں وہ 150000 بلوچستان میں' 221992 افراد صوبہ سندھ میں ہیں کل 371092 اشخاص اس سے متاثر ہوئے ہیں۔ ریلیف کیمپ جو مقرر کئے گئے ہیں وہ سات کیمپ بلوچستان میں قائم ہوئے' 112 کیمپ سندھ میں قائم کئے ہیں کل 119 کیمپ بنائے گئے۔ جو آبادی ریلیف کیمپ میں لائی گئی 4083 بلوچستان میں' 32379 سندھ میں اور کل 36462 آبادی کیمپوں میں رکھی

گئی ہے۔ ریلیف efforts جو کی گئی ہیں وہ سندھ میں دادو، شہدادکوٹ اور بلوچستان میں جھل مگسی میں کی گئیں۔ ترجیحی بنیادوں پر جن چیزوں کی ضرورت تھی، کھانے پینے اور رہنے کے لیے وہ حکومت نے، دوسرے اداروں نے، صوبائی حکومتوں نے، ضلعی حکومتوں نے فراہم کی ہیں۔ ان میں پینے کا پانی، رہائش کے لیے خیمے، ادویات وغیرہ ہیں۔ صوبہ وار سرحد میں "دیر" affect ہوا جہاں پر ایک سو ٹینٹ دیا گیا، تین سو کمبل دیئے گئے اور ان کو پچاس ٹن راشن دیا گیا۔ سندھ میں 15864خیمے دیئے گئے، 27000 کمبل دیئے گئے اور 2155ٹن خوراک دی گئی۔ بلوچستان میں ٹینٹ 70728 دیے گئے، کمبل 33300 اور راشن 3295 ٹن دیا گیا۔ اس کے بعد ناردرن ایریا بھی affect ہوا جس میں ایک ہزار ٹینٹ دیئے گئے ان کو کمبلوں کی ضرورت نہیں تھی، راشن دس ٹن دیا گیا۔ اس کے بعد آزاد جموں کشمیر میں ان کو صرف خیموں کی ضرورت تھی جو 2500 دیئے گئے اس طریقے سے کل ٹینٹ 90192 دیئے گئے۔ کمبل 7600 دیئے گئے۔ خوراک 5510 دی گئی۔ اس میں سے 8044 ریلیف کمیشن نے دیا اور 6157 اقوام متحدہ اور NGO's نے دیا۔ صحت کے حوالے سے up date جو ہے وہ اس طریقے سے ہے کہ مختلف بیماریاں مختلف اضلاع میں آئی۔ گودار میں gastroentritis نے 30933 افراد کو متاثر کیا۔ یہ کچھ تربت میں 13932 افراد متاثر ہوئے، خاران میں 3109 ہوئے، سبی میں 1263 ہوئے لسبیلہ میں میں 3041 جیکب آباد میں 5082، بولان میں 5927، اور جھل مگسی میں 5321 اور نوشکی میں1494، آواران میں 566، خضدار میں 3366 اور وارشک میں 2612 نصیر آباد میں 2434 اس طریقہ سے گیسٹروہیپاٹائیس کے جو مریض آئے وہ 42,880 تھے۔ اس کے بعد دوسری بڑی بیماری جو تھی وہ ملیریا تھی۔ ملیریا سے میں گوادر میں متاثر ہوئے 3422، تربت کے علاقے میں 11638، اس کے بعد 4171 خاران میں، 16343 سبی میں، لسبیلہ میں 643 جیکب آباد میں 870، بولان میں 5862، اور جھل مگسی میں 5010نوشکی 1616، آواران میں 863 خضدار میں 5896 اور وارشک میں 5904، نصیر آباد میں 2668، یہ ٹوٹل 50006 ملیریا کے مریض تھے جن کا علاج کیا گیا۔ اب تیسری skin disease خارش وغیرہ کی جو بیماری لگ جاتی ہے اور اس سے گوادر میں 50 اور تربت کے علاقے میں 8806، خاران میں اس

حوالے سے کوئی بیماری نہیں ہوئی ۔ سبی میں بھی کوئی تکلیف نہیں اور کوئی مریض نہیں آیا اور پھر لسبیلہ میں 169 اور جیکب آباد میں بھی کوئی مریض نہیں آیا اور بولان میں بھی کوئی مریض نہیں تھا ، جھل مگسی میں 106 اور نوشکی میں کوئی مریض نہیں اور پھر آواران میں بھی کوئی مریض نہیں ، خضدار میں 648 اور وارشک میں کوئی مریض نہیں تھا نصیر آباد میں 1715 ٹوٹل 11477 مریض جلدی بیماری میں مبتلا ہوئے ۔ A R I Acute infection Vaccination یہ اس قسم کی کھانسی ، زکام ، نزلہ اور سانس کی بیماری ہو جاتی ہے اور وہ زیادہ گوادر میں 2779 اور تربت میں 12719 اس کے بعد خاران میں 2768 اور اس کے بعد سبی میں 1289 اور لسبیلہ میں 248-----

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ یہ بیماریاں نہ بتاؤں ۔ ---

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ تو آپ کو ویسے distribute کر دوں ---

جناب چیئرمین، آگے چلیں ،تفصیل جو point raise ہوئے ہیں ان کا جواب دے دیں ۔ان کی تفصیل circulate کر دیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ اس بارے میں جو بیماریاں پھیلیں----

جناب چیئرمین، لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ تفصیل اسی طرح رہیں ۔صرف بتا دیں کہ ایسی چیزیں continue رہیں گی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ ایک بات تو یہ فرما رہے تھے کہ snake bite کی بات بتا دیں تو سانپوں نے کتنا کاٹا ہے ، بچھو نے کتنا کاٹا ہے اگر یہ سننا چاہیں تو میں تعداد بتا دیتا ہوں--------

(مداخلت)

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔آپ کو پتا ہے تو پھر سننے کی کیا ضرورت ہے ۔جناب والا! آخر میں یہ گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ معزز اراکین نے بڑی اچھی تجاویز دی ہیں اس صورت حال سے ہر طبقے نے اس میں حصہ لیا ہے اور اس مصیبت کو ٹالنے کے لیے گورنمنٹ نے بھی کام کیا ہے آرمڈ فورسز نے بھی کیا ہے NGOs نے بھی کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں کہ political workers نے بھی کیا ہے اور اسی وجہ سے اتنی بڑی آفت جو آ پڑی تھی اس کا مقابلہ ہو سکا ہے اور یہ ہماری خوش قسمتی ہے کہ اب ہم قومی سطح پر ہر چیز کا مقابلہ کرنے کے لیے ہمہ وقت تیار رہتے ہیں اور کوشش ہوتی ہے کہ ہم ایک دوسرے کا ساتھ دیں' ان کے لیے relief دیں اور اس مصیبت پر قابو پا لیں ۔ میں سمجھتا ہوں کہ زلزلے کے بعد یہ دوسری بڑی آفت تھی جو پاکستان پر آئی اور جس کا پاکستانی قوم نے ڈٹ کا مقابلہ کیا ہے' ایک دوسرے کی مدد کی ہے۔ بھائیوں بہنوں کی مدد کی ہے یہ ایک مثالی چیز ہے۔ خدا کرے اسی طریقہ سے ایک دوسرے کی مدد کرتے رہیں۔ اول تو کوئی آفت آئے نہیں۔ ہماری دعا ہے کہ رب العزت ہمیں ایسی آفتوں سے بچائے اور ان امتحانوں سے بچائے۔ اگر خدانخواستہ چونکہ یہ ایک فطری چیز ہے آ جاتی ہے تو مجھے یقین ہے کہ ہم بحیثیت قوم اس کا مقابلہ خوب کریں گے اور اس کا مقابلہ کرنے میں ہمیں ہچکچاہٹ نہیں ہو گی۔ ہمارے پاس infrastructure lay ہو چکا ہے۔ ہم نے ایک منظم ادارہ قائم کر دیا ہے اور پاکستان میں تمام صوبوں میں بھی یہ چیز موجود ہو چکی ہے اور جو ضروریات ہیں ان آفات کا مقابلہ کرنے کے لئے ہمارے پاس وہ equipment بھی موجود ہیں۔ پھر بھی میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ان آفات سے بچائے اور اگر آئے تو جس طرح ہم بحیثیت قوم ایک دوسرے کی مدد کر رہے ہیں اس سے بہتر طریقے سے کام کریں۔ میں پھر مبارک باد دوں گا ان لوگوں کو' افواج پاکستان کو' حکومت کو جنہوں نے دل جمعی سے' بہادری سے اور محبت سے لوگوں کی مدد بھی کی ہے اس آفت کو ٹالنے کے لئے کوئی دقیقہ فروگذشت نہیں کیا۔ شکریہ۔

جناب چیئرمین، جو مختلف Committees آپ چاہتے ہیں وہ اتنی empowered

نہیں ہیں جو Existing Constitutional Committees ہیں ' Water Power کا معاملہ ہے Committees نے اپنی تجاویز دیں' وہی اس پر عمل کریں گی۔ اپنی sub-committees بنا لیں کیونکہ جو constitutional committees ہیں ان کی authority زیادہ ہے۔ آپ ایک limited period میں جو committee بنائیں گے' جتنی زیادہ بنائیں گے اتنی افادیت کم ہو جائے گی ۔ Water and Power کی Standing Committee already موجود ہے ۔ قادری صاحب اس کے head ہیں۔ وہ committee اس پر working کر رہی ہے۔ کچھ دن پہلے اس کی meeting بھی ہوئی ہے۔ اس کو سارے points refer کر دیں گے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ، اپنی کمیٹی بھی کام کرے لیکن National Disaster management autority کو کام کرنے دیجیے۔

جناب چیئرمین ، وہ کرے لیکن عام coordination کے لئے Standing Committee اس کو بلا سکتی ہے یہ تجاویز ان کو دے سکتی ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، اگر ایک سے دوسری کمیٹی، تیسری کمیٹی ---میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔ اجازت ہو تو میں بتاؤں۔

جناب چیئرمین، جی۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، ایک بادشاہ تھے وہ دودھ پینے کے بڑے شوقین تھے۔ اس نے ایک مینجر لگایا ہوا تھا۔ ایک دفعہ اس کو محسوس ہوا کہ دودھ میں کچھ کمی ہو گئی ہے۔ اس نے اس کے اوپر ایک مینجر اور رکھ لیا تو پہلے والے مینیجر نے دوسرے مینجر سے کہا کہ میں تو اپنا حصہ لوں گا۔ اس نے کہا کہ بادشاہ سلامت نے یہی تو شکایت کی ہے۔ بادشاہ نے اس پر تیسرا مینجر لگا دیا۔ تیسرے نے کہا کہ میں نے تو حصہ بینا ہی لینا ہے۔ اب چوتھا بھی لگا دیا۔ ایک کلو دودھ پیتے تھے۔ چار حصوں میں انہوں نے بانٹ دیا۔ چوتھے نے کہا کہ یہ میری کمال ہو گی اور بادشاہ مانے گا کہ میں نے اچھا دودھ پیا ہے۔ صبح سویرے وہ اٹھا۔ دودھ کے برتن میں سے اس نے ملائی اتار کر بادشاہ کی مونچھوں اور چہرے پر لگا دی۔ بادشاہ جب اٹھا تو اس نے کہا دودھ۔ اس

نے کہا سرکار آپ دودھ پی چکے ہیں آپ کو یاد نہیں رہا۔ ابھی میں شیشہ لے آتا ہوں وہ شیشہ لے آیا۔ بادشاہ سلامت نے شیشے کو دیکھا تو اس کے چہرے اور مونچھوں پر دودھ اور ملائی لگی ہوئی تھی۔ اس نے سمجھا واقعی میں بے وقوف ہو گیا ہوں۔ یاد نہیں رہا اس لئے میں نے دودھ پی لیا ہے۔ آپ زیادہ سے زیادہ کمیٹیاں بناتے جائیں وہ بادشاہ والا دودھ ہو گا۔

سینیٹر کامران مرتضٰی، ہمارے منہ پر لگا دیا جاتا ہے۔

جناب چیئرمین، یہ ایسی بات نہیں کامران۔ بالکل ایسی بات نہیں ہے۔یہ غلط رنگ نہ دیں۔ میں نے خود ہی عرض کیا ہے۔ کمیٹی جو ,Constitutional اسی لئے ہر Department کے لئے کمیٹی ہے۔ ان کو آپ دیں وہ Sub-Committee بنا لیں گے۔ جو Constitutional Committees ہیں وہ fully empowered ہیں ۔ جتنی second committees بنائیں گی ان کی اتنی authority نہیں ہو گی۔ اس لئے آپ ان کو دیں۔ ایسی کوئی بات نہیں۔ ٹھیک ہے یہ تو میں نے بھی عرض کیا ہے ابھی بھی یہاں شاید احساس پورا نہیں ہے۔ آپ ہی کی بات سے احساس ہوا ہے۔ کمیٹی کو ساری تجاویز دی جائیں گی۔ آپ مجھے دیں بالکل اس کو کریں گے۔ آپ نے کوئی تجویز دی ہے۔ آپ لوگ شروع کریں ہم سب آپ کے ساتھ ہوں گے۔

سینیٹر کامران مرتضٰی، ہوتا کچھ نہیں ہے۔ مگر یہ ایک ٹوکن ہوتا ہے۔

جناب چیئرمین، جہاں تک ہاؤس کی بات ہے' بالکل ہو گی۔ یہ تجویز جو ہے آپ لوگ دیں اس کا بالکل ساتھ دیں گے۔

سینیٹر کامران مرتضٰی، ہم سب نے زلزلے کے لئے دی تھی۔ زلزلے کے لئے لوگوں نے اپنے گھروں سے کمبل نکال کر دیے تھے۔ اپنے کپڑے دیے تھے۔

جناب چیئرمین، لیکن یہ concentration جو پاپولیشن اس علاقے میں زیادہ تھی اس لئے وہ بھی تھا ۔ international focus تھا کئی وجوہات ہیں ۔ آپ کو اس کو بڑا' unemotionally دیکھنا چاہیے اور بالکل مدد کرنی چاہیے' ہونی چاہیے لیکن جو irrelevant بات

ہے، وہ تو نہ کیجئے، یہی عرض ہے۔

سینیٹر کامران مرتضٰی ، جناب ! ہم بھی یہی کہہ رہے ہیں کہ آفات ہیں، ہم خشک آبے کے لوگ ہیں---

جناب چیئرمین ، آپ نے جو تجاویز دیں، آخر House میں discussion ہوئی ہے۔ ہماری Standing Committee ہے، وہ دیکھیں گے، جو sub Committee چاہتے ہیں اور بھی جو تجاویز ہیں، آپ مجھے دیں، ہم اس کو personally دیکھیں گے۔

سینیٹر کامران مرتضٰی ، جناب ! ٹوکن میں یہ تو کر سکتے ہیں کہ سارے ممبران ایک مہینے کی تنخواہ دے دیں۔

جناب چیئرمین ، مجھے تو کوئی اعتراض نہیں ہے، ممبران نے اپنے طور پر فیصلہ کرنا ہے، میں تو اپنے طور پر کر رہا ہوں۔ یہ آپ کا فیصلہ ہے، میں زبردستی تو نہیں کر سکتا۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، جناب چیئرمین! ہم کچھ نہیں مانگتے۔

سینیٹر کامران مرتضٰی، کچھ تو کریں، خالی تجاویز دیتے ہیں، پیسے نہیں دیتے۔

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی ، جناب چیئرمین صاحب ! ہم کچھ نہیں مانگتے، کم از کم ہمارے دو سال کے فنڈز جو انہوں نے روک رکھے ہیں، وہ ہم کو دے دیں تاکہ ہم سیلاب زدگان کو دیں۔

جناب چیئرمین، کیا دے دیں؟

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی، انہوں نے ہمارے دو سال سے فنڈز روک رکھے ہیں۔

جناب چیئرمین، کون سے فنڈز؟

سینیٹر لیاقت علی بنگزئی ، یہ سینیٹرز کے، local government نے ہمیں آج تک---

سینیٹر کامران مرتضٰی ، خوشحال پاکستان والے، جناب ! ہمیں ڈھائی سال سے کچھ

نہیں ملا ہے۔

جناب چیئرمین، لوکل گورنمنٹ والے منسٹر نہیں ہیں، ان سے بات کر لیتے ہیں، دیکھ لیتے ہیں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، وہ فنڈز تو خیر نہیں ملیں گے لیکن یہ ایک مہینے کی تنخواہ کر دیجیے تو کم از کم ہمارا ایک gesture ہو گا۔

جناب چیئرمین، یہ آپ کا فیصلہ ہے، مجھے کوئی اعتراض نہیں، بے شک اپنے طور پر جو ہو سکتا ہے وہ کر دوں گا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، لوکل گورنمنٹ کا منسٹر جناب والا! سینیٹر ہے۔ ان کا colleague ہے۔ لوکل گورنمنٹ اور Rural Development کا Federal Minister is a Senator.

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب! آپ بھی ہمارے colleague ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، ہاں میں ہوں۔ ہم تو چھوٹے وزیر ہیں، وہ بڑا وزیر ہے۔ تھیم صاحب جج بھی ہیں۔

جناب چیئرمین، یہ سارے points کمیٹی میں جائیں گے، سینیٹر صاحب سے پہلے take up کریں گے اور بھی جو کچھ ہو سکا۔ اس میں ذرا آپ بھی mobilize کریں کہ international focus آئے۔ اس پر سب مل جل کر کام کریں۔

سینیٹر کامران مرتضیٰ، جناب! ایک مہینے کی تنخواہ کا تو فیصلہ کیجیے۔

جناب چیئرمین، پری گل آغا صاحبہ کچھ کہہ رہی ہیں۔

سینیٹر آغا پری گل، یہ واپڈا کمیٹی کو بھیجیں۔

جناب چیئرمین، جی بہن جتنی تجاویز ہیں، سب اس کمیٹی میں جائیں گی، وہ بے شک sub Committee بنا لیں۔

سینیٹر کامران مرتضٰی، تنخواہ کا فیصلہ تو کریں ناں۔

جناب چیئرمین، ہاں کرلیں، ممبران کا ہے I have no problem with that.

سینیٹر آغا پری گل، جی واپڈا کو دے دیں اس کو وہ پھر---

سینیٹر کامل علی آغا، یہ House آپ کو اختیار دیتا ہے، آپ کے پاس اختیار بھی ہے کہ آپ discuss کرلیں، متاثرین کے لیے جو بہتر فیصلہ ہو، یہ بالکل ٹھیک ہے کہ واپڈا کی کمیٹی موجود ہے اور وہ act کر سکتی ہے اور بہت ساری کمیٹیاں بنانا تو بہتر نہیں ہو گا۔ ایک Constitutional Committee موجود ہے اور وہ elected committee ہے تو اس کو اختیار دینا چاہیے کہ---

جناب چیئرمین، میرے حساب سے management والوں کو بلا کر دیکھیں، جو تجاویز یہاں ہیں اور بھی جو ہیں، ان کو بالکل Provincial Government سے بھی کریں گے۔ وہ fully empowered committee ہے، اس سے coordination کریں گے، جو تجاویز ہیں۔ آگے وہ کمیٹی اگر feel کرے اپنی sub Committee بنا لے۔ ان کو پوری powers defined ہیں، اس لیے اس کی افادیت زیادہ ہو گی اور ہم چاہتے ہیں کہ معاملہ آگے بڑھے۔

سینیٹر آغا پری گل، جناب! وہاں پر واپڈا کا زیادہ مسئلہ ہے ناں۔

جناب چیئرمین، تو سارا اسی کمیٹی کے through, Water and Power دونوں اس میں ہیں plus Disaster Management والوں کو وہ بلا سکتے ہیں اور جس کمیٹی کو بھی، میں ہر وقت حاضر ہوں۔ بدقسمتی سے اس پر پوری توجہ نہیں جا سکی، میڈیا میں نہیں آیا، اس کی بھی awareness اور احساس ہم سب کو مل جل کر کرنا چاہیے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، Ruling تو دے دی ہے۔

جناب چیئرمین، جو بھی کمیٹی میں آنا چاہتا ہے، Committee Chairperson کو لکھے، مجھے کاپی دیں، کمیٹی ان کو participation کے لیے بلا لے گی کیونکہ committee

membership تو آپ change نہیں کر سکتے، وہ House نے کی ہے۔ آپ میں سے جو interested ہے، وہ ان کو coopt کر سکتے ہیں۔ آپ ان کو لکھیں، جس جس کی جو تجاویز ہیں، جو ان کے ساتھ ہاتھ بٹانا چاہتا ہے، آپ لکھیں، وہ کمیٹی والوں کے اختیارات ہیں، وہ آپ کو coopt کے لیے کر سکتے ہیں۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جناب! بلوچستان زیادہ متاثر ہوا ہے اور بلوچستان کے جتنے ممبر اس کمیٹی میں جانا چاہتے ہیں تو آپ ان کے لیے specially کہیں کہ ان کو as a mover بلائیں۔

جناب چیئرمین، Committees کی جو composition ہے، یہ House کی approved ہے۔ اس کو coopt کر سکتے ہیں، اس کمیٹی کے پاس power ہے۔ جو interested ہے Committee Chairman کو لکھے، مجھے کاپی بھیج دیں، وہ اس کو بلا لیں گے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، یہ routine کا نہیں خاص مسئلہ ہے۔

جناب چیئرمین، نہیں، نہیں بہت خاص مسئلہ ہے۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، اس کے لیے ایک special meeting بلائی جائے۔

جناب چیئرمین، جو چیز جس مقصد کے لیے ہے، اس کو اگر آپ ویسا ہی چھوڑیں گے، ان کی powers defined ہیں، جو ممبران ہیں ان کو coopt کرنے کے لیے وہ ان کو allow کر سکتی ہے، power ہے۔ آپ چیئرمین کو لکھیں، مجھے کاپی دے دیں۔ جو کمیٹی کے چیئرمین ہیں وہ آپ کو ان چیزوں کے لیے، جس چیز کے لیے specific ہے، coopt کر لیں گے اور جو یہ طریقہ ہوتا ہے، وہ اس کو زیادہ effective بنانے کے لیے ہے۔

سینیٹر کامل علی آغا، ہمارے پاس Less Developed Areas کی بھی

Standing Committee ہے، اس کو بھی involve کرلیں۔ میرے خیال میں اس کے ساتھ بلوچستان کے ممبران بھی آجائیں گے---

جناب چیئرمین، اس کو بھی involve کر سکتے ہیں۔ میں نے یہی عرض کیا کہ جو کمیٹی آتی ہے، Water and Power Committee کو آپ main بنالیں، باقی وہ جس کمیٹی کو چاہے، اس کو involve کرے تاکہ پورے طریقے سے ایک ہی طرف رہے اور بالکل توجہ ہونی چاہیے۔ ابھی بھی meetings ہوتی رہی ہیں۔ President, Prime Minister خود گئے ہیں۔ وہاں کی local administration ہے، فوج والے گئے ہیں اور NGOs والے بھی گئے ہیں۔ آپ نے جو جو تجاویز دی ہیں، یہ بھی اس کمیٹی کو دیں گے۔ جو ممبران اور بھی coopt ہونا چاہتے ہیں، وہ لکھیں، وہ بھی انشاء اللہ ہوں گے۔ اس پر پوری توجہ ہو گی لیکن زیادہ کمیٹیاں بنانے سے یہ جو کمیٹیوں کا مخصوص نمبر ہے یہ زیادہ effective رہتا ہے، میری آپ سے یہ عرض ہے۔ اس پر ختم کرتے ہیں اور انشاء اللہ---

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، جناب چیئرمین! یہ Parliament House ایک لحاظ سے ہمارا گھر ہے اور parking entrance پر سیکیورٹی کا ایک فرد ہوتا اور اس کے ساتھ سادہ کپڑوں میں ایک آدمی ہوتا ہے۔ میں خود گاڑی drive کرکے آتا ہوں تو وہ روز مجھ سے پوچھتے ہیں کہ آپ کا نام کیا ہے اور آپ کون ہیں۔ میں نے ان کو کئی بار کہا کہ میں سینیٹ کا ممبر ہوں اور آپ نہ پوچھیں۔ روزانہ افراد تبدیل ہوتے ہیں۔ میری آپ سے یہ گزارش ہے کہ آپ ذرا ان کو دیکھ لیں۔

(مداخلت)

سینیٹر پروفیسر محمد ابراہیم خان، ہم اپنے گھر آتے ہیں، اپنے گھر میں کیوں پوچھا جاتا ہے، نہیں پوچھنا چاہیے۔

جناب چیئرمین، کئی دفعہ سیکورٹی میں changes اس لیے کرتے ہیں تاکہ صرف ایک آدمی ہر وقت وہاں نہ رہے، ایک طریقہ کار ہوتا ہے، rotation ہوتی ہے لیکن جو بھی آپ کی

بات ہے اس کو notice میں لے آئیں گے۔ راجہ صاحب (سیکریٹری سینیٹ) یہ ذرا آپ check up کر لیجیے گا۔

سینیٹر ڈاکٹر محمد اسمٰعیل بلیدی، جو daily آتے ہیں ان کو نہ check کیا جائے۔

جناب چیئرمین، گاڑیوں کے لیے جیسے stickers کا کہا ہے تو------

سینیٹر کامل علی آغا، پروفیسر صاحب کو بالکل نہیں پوچھنا چاہیے ہاں اگر بلیدی صاحب کو پوچھیں تو ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی، لازمی ان کو پوچھا جائے کیونکہ ان پر کوئی شک پڑ جاتا ہے۔

جناب چیئرمین، ٹھیک ہے اس کو note کر لیں گے لیکن rotation وغیرہ effective security کے لیے ہے تاکہ اس وقت جو حالات ہیں، یہ members کی سیکورٹی کے لیے کیا جاتا ہے۔ بہرحال یہ notice میں لے آئیں گے لیکن یہ rotation وغیرہ اس لیے کرتے ہیں تا کہ بہتر سیکورٹی رہے۔

Now, we adjourn the House to meet again tomorrow morning *Insha Allah* at 10.00 a.m.

سبحان ربک رب العزت عما یصفون وسلمٌ علیٰ المرسلین والحمد للہ رب العالمین۔

[The House was then adjourned to meet again at 10 O'clock on Tuesday, the 21st August, 2007.]